یہ اخبار ہفتہ وار ہر دوشنبہ کو بذریعہ ڈاک روز بازار پریس امرتسر سے شائع ہوتا ہے

شرح قیمت اخبار مع محصول ڈاک

سالانہ ... بشمار ہی

خریداران ممالک بیرون سے ... دس شلنگ ... چھ شلنگ

عام سے ..... سے ر ..... للہ ر

طلبا اور کم استطاعت اصحاب سے بشرط تصدیق للہ ر ..... پائے

بغیر چندہ پیشگی وصول ہونے کے اخبار جاری نہ ہوگا۔

نمونہ کا پرچہ آدہ آنہ کا ٹکٹ آنے پر مفت روانہ ہوگا۔

شرح اُجرت اشتہارات و مضامین مفیدہ

تجارتی اشتہارات کی اُجرت بذریعہ خط و کتابت فیصل ہوگی

مضامین مفید عام اور خبرین مفت درج ہونگی۔

ترسیل زر

ہر قسم کی ترسیل زر سپرنٹنڈنٹ مطبع کے نام ہونی چاہیئے

روپیہ منی آرڈر یا رجسٹری خط کے ذریعہ بھیجنا چاہیئے ورنہ مطبع ذمہ دار نہ ہوگا

THE VAKIL AMRITSAR

ایڈیٹر منشی فاضل شیخ غلام محمد مختار عدالت

جلد ۶ | امرتسر ۴ ذی الحجہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۰۱ عیسوی یوم دوشنبہ | نمبر ۵۲

وکیل

امرتسر ۴ ذی الحجہ ۱۳۱۸ ہجری مطابق ۲۵ مارچ ۱۹۰۱ عیسوی یوم دوشنبہ جلد ۶ نمبر ۵۲۔

اتحو تعاونوا علی البر

ایک مشہور قول ہے اور غایت شہرت سے محتاج تشریح نہین، ہم دیکھتے ہین کہ وہی کارسپانڈنٹ جو ابھی بہت دیر نہ گذری مقدونیہ کی باغی کمیٹی کے حیرتناک کارنامون سے اخبارون کے کالم سیاہ کر رہے تھے اور بڑے طمطراق اور شد و مد سے اونکی کامیابی اور آزادہ روی کی پیشین گوئیان وضع کرکے یورپ کے مسیحیون کو اُبھارتے تھے آج اپنے منہ سے سلطان المعظم کی حسن نیت اور حسن تدبیر کے معترف ہین اور صاف الفاظ مین کہتے ہوئے نہین شرماتے کہ اب یہ کمیٹی کچھ دنون کی مہمان ہے اور اسکا حسرتناک خاتمہ اس لئے بھی زیادہ تر حسرتناک ہے کہ خود پرنس فرڈیننڈ (شہزادہ بلگیریا) اوسکی بیخکنی پر آمادہ ہے۔ ہم ذیل مین ایک مراسلت کا خلاصہ لکھتے ہین جو ایک لنڈن گے اخبار کارسپانڈنٹ نے اخبار پائونیر کو بھیجا ہے :-

مقدونیہ کی نسبت اب اگلی سی مایوسی نرہی اور جس فساد کا احتمال تھا وہ اب ہوتا نظر نہین آتا۔ پرنس فرڈیننڈ کا ظاہر ارادہ ہے کہ اوس کمیٹی کا قلع و قمع کردے۔ اور اسکی ضرورت اوسے اس لئے معلوم ہوئی کہ اوسکی مالی حالت بقیم ہے۔ سرد یا بلگیریا اور رومانیا وقتاً فوقتاً ہر مناسب موقع پر مفسدون اور شورش سے فائدہ اُٹھاتے رہے۔ حالانکہ روس اور آسٹریا ان علاقون مین امن قایم رکھنے کے متعہد تھے۔ چونکہ وہ اپنی اس عادت سے باز نہ آئے اس سبب سے اونکی مالی حالت بگڑی اور بلگیریا خاص کر اس سے متاثر ہوا اور اوسے قرضہ اُٹھانے کی ضرورت واقع ہوئی جو موجودہ بے امنی کی حالت مین ناممکن ہے اس لئے ضرور ہوا کہ اس کمیٹی کو جڑ سے اُکھاڑ دے چنانچہ اُس نے شہنشاہ روس سے درخواست کی کہ سلطان المعظم کی خدمت مین اسکی ہیرا ہیرویون کی شکایت کرے اس پر روسی سفیر متعینہ بابعالی نے بارگاہ خلافت مین اس کمیٹی کی کارروائیون اور شرارتون کا استغاثہ کیا اور ساتھ ہی پرنس فرڈیننڈ نے ایجنٹ سلطانی متعینہ صوفیا کی خدمت مین بھی کچھ ایسی ہی نالش کی فقط روس یا بلگیریا کی شکایتون پر ہی بس نہ ہوئی بلکہ سفیر جرمنی اور فرانس نے بھی اسی مضمون کی شکایت بابعالی مین کی۔ اب پرنس فرڈیننڈ کو فقط اپنے ولیعہد پرنس بورس کی صحت یابی کا انتظار ہے جسکی ہونے پر یقیناً پرنس مذکور عملی کارروائی شروع کرے گا۔

اخبار سٹینڈرڈ کا کارسپانڈنٹ متعینہ وائنا بھی صاف لفظون مین کہتا ہے کہ اب مقدونیہ کی کمیٹی مین وہ اگلی سی سکت نہین رہی کہ کچھ ہاتھ پاؤن ہلاسکین۔ سلطان کی طاقت ایسی زبردست ہے کہ اوسکے مقابلہ مین آنا زری دیوانگی ہے۔ ہان بلگیریا کا سر پھر ا ہو تو وہ علیحدہ بات ہے۔

اخبار ٹائمز کے کارسپانڈنٹ کا جو ابھی تھوڑے دن ہوئے ڈنکے کی چوٹ کہہ رہا تھا کہ اب شورش ہونے مین کچھ بھی دیر نہین ناچار اپنی وضعداری اور پاس سخن یون رکھنا پڑا کہ آسٹریا مین جو عوام اس بات سے خوش اور مستی ہین کہ روسیون نے مقدونیہ کی کمیٹی پر دباؤ ڈالا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آسٹریا والے اونکی حامی کار نہین اور شورش ہونا پسند نہین کرتے اس سے لامحالہ یہی نتیجہ نکالنا پڑتا ہے کہ اب اوس یقینی مفسدہ کا احتمال جاتا رہا۔ اور پرنس فرڈیننڈ جس وقت ولیعہد کی بیماری کے اندیشہ سے فراغت پائیگا اوسیوقت اسکا مدارک واقعی کریگا۔ نیز پرنس فرڈیننڈ اور کمیٹی مذکور کے سرغنون کو متنبہ کیا گیا ہے کہ روس یا آسٹریا اونکے ساتھ کسی مفسدہ حرکت مین رفاقت نہ کریگا اور اونکو حصول خود مختاری کی کوششون مین امداد نہ دیگا۔ خاص بلگیریا کے اخبارون مین بھی عام اس سے کہ وہ گورنمنٹ کے موافق ہون یا مخالف اس مضمون کی تکرار ہو رہی ہے اور سب کے سب متفق اللفظ اس کمیٹی کی مفسدہ پردازیون پر نفرین کہہ رہے ہین۔ اخبار نووی ویک جو ایم سٹیمولوف کا پروردہ اور نگہوار ہے

لکھتا ہے کہ روسی سفیر کا بارگاہ خلافت مین اس طرح پر شکایت کرنا صاف دلیل اس امر کی ہے کہ سلطنت روس نے اپنی قدیمی حکمت عملی کو بدلدیا ہے۔ اور اسکا خیال بلگیریا کو آیندہ رکھنا پڑیگا"

روسی سلطنت ایک شخصی سلطنت ہے اور شخصی سلطنتون کا خاصہ ہوا کرتا ہے کہ وہ اپنے اصول اور حکمت عملی بدلا کرتی ہین اور آداب سیاست کے رو سے سلطنت شخصی کے استحکام کی یہہ ایک قوی دلیل مانی گئی ہے اور تجربہ نے بھی ثابت کیا ہے کہ جو عزم ایک دفعہ روسیون نے کیا خواہ بادشاہ یکے بعد دیگرے مر گئے وزارتون اور جنرلون مین عظیم انقلاب ہوئے مگر جو دستور العمل ایک دفعہ تیار ہوا اوسپر چلنا اور اوسکے مطابق کارروائی کرنا ہر ایک جانشین کا فرض منصبی رہا ہے۔ اس اعتبار سے ہم یہہ تو باور نہین کر سکتے۔ جیسا کہ ہمارے کوٹیشن کے آخری فقرون سے ظاہر ہوتا ہے کہ روس نے اپنی قدیمی حکمت عملی سے انحراف کیا ہو مگر اس نمایشی امن پسندی کی بجب ظاہر یہہ وجوہ ہین:-

(۱) روس خود اس وقت چین مین بیطرح مخمصون مین گرفتار ہے اور اوسے ہر وقت یہہ فکر لگا رہتا ہے کہ کسی نہ کسی سلطنت سے بیڑا سامنا ہوا۔ چنانچہ آجکل کی تارون سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری افواج قاہرہ کے ساتھہ لڑائی ہونیکے لئے قلمرو چین مین بس ایک اشارہ کافی ہے۔

(۲) پرنس بورس ولیعہد بلگیریا سخت بیمار تہا اور چونکہ اوسے خلاف مرضی اوسکی والدین اور خاصکر والدہ کے کلیسائی یونانی مین اصطباغ دلایا تہا اسلئے ممکن ہے کہ یہہ بھی سمجھتا ہو کہ اگر یہہ مر گیا تو شاید تخت دوسرے بیٹے کو پہونچے جو اپنے آبائی دین کیتھولک کا پیرو ہے۔ اس واسطے ایک غیر فرقہ کے شہزادی کے لئے اپنی لاکھون سپاہ کے گلے کٹوانا بے ضرورت سمجھا ہو۔ علی الخصوص ایسی حالت مین جبکہ اوسکی دلی نیت یہہ ہو کہ بلگیریا مین کلیسائی یونان کی حکومت ہو جیسا کہ اوس سینہ زوری سے ظاہر ہے جو اوس نے پرنس بورس کے اصطباغ کے وقت اوسکے ننہتے والدین سے کی اور جس سے اوس بیچارے کی والدہ کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ عرصہ تک اپنے میکے سسرال مین بھی نہ آئی اور آخر کار گھل گھل کر مر گئی۔

(۳) سلطان المعظم کا لوہا بھی اب سارے یورپ مین مانا ہوا ہے۔ اور یورپ کے زبردست اور قوی پنجہ تاجدار اوسکی دوستی کو فخر کی نگاہ سے دیکھتے ہین اور اوسکی دشمنی سے احتراز کرتے ہین بلکہ در پردہ خائف ہین۔ اب سنہ ۱۸۷۶ء نہین کہ ہر ایک ادنی اور اعلے عیسائی ٹرکی کو شخص بیمار کہکر لڑائی کا حیلہ پیدا کرے اور بہانہ تراشے۔ اب یورپ کی سلطنتین عموماً اور روس خصوصاً اس بہڑون کے چھتے کا چھیڑنا اپنے رعب و داب بلکہ ہستی کے لئے سخت خوفناک تصور کرتا ہے وہ جانتا ہے کہ ترک کس کینڈے کے سپاہی ہین اور ساتھہ ہی موجودہ تعلیم اور تربیت اور سلطان کے حسن انتظام نے اون کے جوہرون کو کس درجہ تک جلادی ہے۔ ✣

واعظان کین جلوہ بر محراب و منبر میکنند ✣ چون بخلوت میروند آن کار دیگر میکنند

اس شعر کے مضمون کو اگر بیچارے شاعرانہ شوخی کے حکایت نفس الامری بھی مانا جائے تاہم جس وقت کہا گیا حافظ علیہ الرحمۃ کا روئے سخن اون ریاکار اور دنیا پرست واعظون کیطرف تہا جو خدا اور اوسکے رسول سے تو مین تہا کہ اس تہذیب اور شائستگی کے زمانہ مین تقدس مآب پادری جنکی زندگی کا پاک مشن بنی نوع انسان کو اخلاق حسنہ کی تعلیم دینا ہے اور جو ظاہر مین اسی نیک ارادے سے اپنے وطن اور عزیز و اقارب کو چھوڑ کر بلاد دور دست مین پھیلے ہوئے ہین انہین بجائے روحانی تربیت دینے کے چوری اور ڈاکہ مارنے کی ہدایت کرینگے۔ اور انجیل کا جامہ پہنکر لوگون کو بجائے ایک کم آزار اور مرنجان و مرنج مسیحی گروہ بنانے کے ڈاکوون کی جماعت اور تاتیا بہیل کی امت بڑہانے مین کوشش کرین گے۔ حال مین ایم لوسن لیروی نے ایک پاک نفس پادری کی خرق عادات کا خاکہ کہینچا ہے جو اخبار گریفک مطبوعہ ۲-مارچ مین نقل ہوا ہے ایم لوسن لیروی ایک فرانسیسی تصویر اخبار لاوی الستری کے کارسپانڈنٹ تہے جو اسی حیثیت سے چین مین گئے تہے اور پچھلے دنون اپنے وطن کو واپس آگئے ہین۔ اونہون نے دوران اقامت چین مین بہت سی تصویرین وہان کے متعلق اپنے اخبار کو بھیجین۔ مگر واپس آنے پر ایک عکسی تصویر شایع کی جس مین یہ دکھایا گیا ہے کہ تین چینی عیسائی لوٹ کا مال ایک صندوق مین اوٹھا کر لیجا رہے ہین اور ایک پادری صاحب اپنا متبرک منصبی عبا پہنے اور صلیب سینہ پر آویزان کئے اس مال مسروقہ کے اٹھوانے کا اہتمام بنفس نفیس فرما رہے ہین۔

بہ نزدیک من شب رو راہزن
بہ از فاسق پارسا پیرہن

ایم لیروی کا بیان ہے کہ جس وقت پیکین افواج متحدہ کے قبضہ مین آیا تو لشکریون نے دل کھولکر خوب ہی ارمان نکالے اور کوئی ہوس باقی نہ رہی۔ بیچارے اہل سیدہ چینیون کا مال و متاع یا عصمت کچھہ بھی انکے دستبرد سے سلامت نہ رہا۔ زیادہ تر غضب یہہ ہوا کہ آپس کی رقابت کے سبب سے افسرون نے بھی کچھہ تعرض نہ کیا بلکہ اجازت دیدی۔ قصہ مختصر یہہ کہ کارسپانڈنٹ مذکور اس بیجا تاخت و تاراج سے یہان تک ناراض ہو کہ اپنی قوم کی حمایت تک نہ کی حالانکہ یہہ ہر ایک یورپین نامہ نگار کا طبعی خاصہ ہو بلکہ جلکر صاف کہدیا کہ ہمارے پادریون نے ایک چینی سگوڈا (معبد) کے لوٹنے مین بڑہکر حصہ لیا اور اپنے شاگردون یعنی چینی عیسائیون سے اس کام مین بہت کچھہ امداد لی۔ اور آخر مین اس مال کے ستر چھکڑے لاد کر فرانس مین بھجوا دیئے۔ مگر فرنچ گورنمنٹ نے اس گنج باد آورد کو مال حرام سمجھکر واپس بھیجدیا۔

کیا لطف جو غیر پردہ کہولے ✣ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے۔

اگر کسی مسلمان لشکری نے کسی پچھلی صدی مین قحمندی کے جوش مین کوئی کلمہ بیجا منہہ سے نکالا یا ہو کسی کوئی ناشائستہ حرکت کر بیٹہا تو منشیون کی انشا پردازی، خطیبون کے خطبے، فصیحون کی فصاحت اوسی ایک فعل کو مہیب سے مہیب شکل مین دکہلانے کے لئے صرف ہوتی ہے اور تاریخون کے اوراق اور اخبارون کے کالم اوسکی خیالی مضرتون سے معمور کئے جاتے ہین بلکہ اون مین یہہ ضروری حاشیہ اضافہ ہوتا ہے کہ اس طرح کا تاخت و تاراج اور یہ جور و تعدی شرع اسلام کا جزو اعظم اور مسلمانون کا مذہبی شیوہ ہے۔ مگر ان ناخدا ترسون سے کوئی پوچھے کہ یہہ کہان کی تعلیم ہے جس کے خود بدولت عمل پیرا ہین۔ کاش اس وقت مسٹر گلیڈسٹون زندہ ہوتے تو نہ جلنے کٹنے پیرالون مین ان بے اعتدالیون کی توجیہہ کرتے۔ اور کیونکر اس مقدس مشن اور پاک رسالت کے حق بجانب ہونے کا اعتذار کرتے۔ وہ تو خیر ایسی نیند سوئے ہین جس سے اوٹھنا محال ہے اون کے شاگرد رشید کین میکال کس گوشہ مین پڑے ہین آخر وہ بھی تو بنی نوع انسان کے بہت بڑے ہمدرد ہین ایک زمانہ مین انہون نے آرمینیا اور بلگیریا کے خیالی مظالم پر وہ قیامت ڈہائی تہی اور اپنے آبدار مضامین سے یورپ بہر بلکہ مسیحی دنیا مین ڈینامیٹ بچہادی تہی۔ وہی کچھہ حق انسانیت ادا کرین اور ان مظلومون کی فریاد کو پہونچین۔ یہہ حالات دیکھکر شاید یہ کہنا کچھہ تعلی مین داخل نہ ہوگا کہ یہہ مدعیان تہذیب ترکون سے رفق اور مدارا کی تعلیم حاصل کرین جنہون نے ۱۸۹۷ء مین فتح یونان کے بعد باشندگان تہیلی سے وہ حسن سلوک برتا کہ آجتک وہان کے لوگ اونہین نیکی سے یاد کرتے ہین اور اپنی قومی گورنمنٹ سے اوسے ترجیح دیتے ہین۔ ✣

ہمین ان شرمناک واقعات مین ایک تسلی آمیز بات یہ ملی ہے کہ ہماری افواج قاہرہ کی نسبت عام اس سے پاس حقوق مین فرق آیا ہو۔ باوجودیکہ انگریزی افواج متعینہ چین کا غالب حصہ ہندوستانیون کا تہا۔ مگر وہ اپنے آئین اور ضابطہ کے پابند رہے اور اپنے ہمسایون کی طرح اون حرکتون کے مرتکب نہ ہوئے جنکا عمل مین لانا ایک مہذب بلکہ وحشی کے لئے بھی موجب ننگ و عار ہے۔ ✣

امرتسر کلیجیٹ اور کمرشل سکول مدت سے میونسپل کمیٹی کی طرف سے جاری ہے۔

مسٹر نکل آنجہانی کی تجویزون مین سے یہ بھی ایک تجویز تہی، وہ اپنے وقت مین باوجودیکہ مسٹر بلو کی قابلیت اور عرقریزی پر کامل اعتماد رکہتے تہے مگر پھر بھی بذات خاص اسکی ترقی مین بہت کچھہ انٹرسٹ لیتے رہے اونکی وفات کے بعد سارا سپید و سیاہ مسٹر بلو کے ہاتہہ مین رہا۔ جنہون نے بڑی قابلیت اور دیانت سے اپنے فرایض منصبی کو

انجام دیا اور اس انسٹیٹیوشن کو ملک اور ابنائے ملک کی آنکھون مین نہایت مفید ثابت کر دکھایا حال مین ڈائرکٹر سررشتۂ تعلیم و انسپکٹر مدارس حلقہ لاہور نے جو اوسکا معائنہ کیا تو اپنا کلی اطمینان اس کے طریق تعلیم کی نسبت ظاہر کیا۔ ہم امید کرتے ہین کہ مسٹر بلو اپنی معمولی جانفشانی اور سرگرمی کو بدستور برقرار رکھین گے اور مدرسہ آیندہ معائنہ پر اس سے زیادہ کامیاب حالت مین ہوگا۔ ذیل مین ہم دونون افسرون کی رائے بجنسہٖ درج کرتے ہین:-

(۱) ڈائرکٹر صاحب سررشتۂ تعلیم پنجاب

ہر ایک کام بہت احتیاط اور قابلیت کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ میری رائے مین اس نئی تعلیم کے آغاز اور کامیابی کی وجہ سے مسٹر بلو کو مبارکباد دینی چاہیئے۔ +

(۲) انسپکٹر صاحب مدارس حلقۂ لاہور

مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس مدرسہ کے ذریعہ سے تھوڑے عرصہ مین ۴۲ طلبا نے سرکاری اور تجارتی دفاتر مین ملازمت حاصل کی ہے اور کئی مختلف تاجرون کے پاس سے ہیڈ ماسٹر کو درخواستین آئی ہین جو اس علم کے سیکھے ہوئے لڑکون کو ملازم رکھنا چاہتے ہین۔ خواہ اس سکول کی آیندہ حالت کیسی ہی ہو یہ صاف ظاہر ہے کہ مدرسہ نے بہت ہی مفید کام کیا ہے۔

انسپکٹر صاحب کی رپورٹ کا یہ فقرہ "خواہ اس سکول کی آیندہ حالت کیسی ہو" بطرح کھٹکتا ہے اور سمجھ مین نہین آتا کہ اس سے اونکی غرض کیا ہے اگر اونہین یہہ خیال ہے کہ شاید میونسپل کمیٹی اسے بند کر دی تو ہم کسی قدر وثوق کے ساتھہ کہہ سکتے ہین کہ اونکا یہہ وہم بے بنیاد ہے کیونکہ امرتسر میونسپلٹی مفید عام کامون مین ہمیشہ بڑھکر حصہ لیتی رہی ہے۔ اور جب اُس نے اس انسٹیٹیوشن کو قایم کیا تو اس کامیابی کا اوسے وہم و گمان بھی نہ تہا اور محض ایک امید موہوم پر اس سلسلہ کا آغاز کیا گیا تہا۔ مگر اب جو اوسکے مفید نتایج اس سرعت کے ساتھہ نمودار ہوئے یہہ خیال کرنا عبث ہے۔ بہرکیف ہم امید رکھتے ہین کہ یہ انسٹیٹیوشن جو اس خوبی سے چل رہا ہے اور بھی کامیاب ہوگا۔ اور مسٹر بلو اس سے زیادہ مبارکباد کے مستحق ہونگے۔ +

عید قربان

مین بہت تھوڑے دن رہ گئے ہین۔ اس مبارک تقریب پر ہر ایک ذی مقدرت مسلمان پر بفحوائے آیۂ کریمہ واتبع ملۃ ابراہیم حنیفاً سنت ابرہیمی کا زندہ کرنا لوازمات سے ہی اور حق یون ہی کہ صاحب توفیق مسلمان اسمین دریغ بھی نہین کرتے۔ مگر اوسکے مصرف مین کسی قدر بے اعتدالی ہوتی ہی اور قربانی جانوردن کے چمڑے جنکا خدا کے نام پر دینا ویسا ہی ضروری ہی جیسا جانور کے گوشت کا۔ پہلے اکثر قصائیون کو اجرت مین دیئے جاتے تہے جب علمانے عوام کو اس غلطی سے آگاہ کیا تو یہ بدعت دور ہوئی اور مصارف جایز مین صرف ہونے کا رواج عام ہوا۔ بیس پچیس سال سے جبکہ ملک مین قومی مدرسے اور انجمنین قایم ہونی شروع ہوئین تو اکثر خیرخواہان قوم نے ان نیک کامون مین اس معقول رقم کو لگانا مفید مصرف سمجھا اور ایک حد تک لوگون نے انکی نصیحت پر عمل بھی کیا۔ مگر باوجود اس کے پھر بھی کہین نہ کہین تکیہ بوٹی ہوتی رہی اور بیجا دراندازون نے وقتاً فوقتاً جہان داؤ لگا اپنے ذاتی منفعت کے واسطے قومی انسٹیٹیوشنون کو جس سے بہتر مصرف اسکے لئے ناممکن محض ہی نقصان ہی پہونچایا۔ کہین انگریزی تعلیم کو مخالف شرع قرار دیکر جہلا کو اس عمل صالح سے روکا اور کہین وہان کے طلبا کو کرسٹان بتاکر اونکی امداد سے منع کرنیکا حیلہ تراشا۔ غرضکہ وہی باتین بتکرار کہین جنکی لغویت اب تجربہ اور مشاہدہ نے ثابت کر دی ہی۔ لیکن بفرض محال اگر ان دلایل کو صحیح بھی مانین (جو بالکل نہین) تاہم ہم اس وقت ایک ایسی تجویز پیش کرتے ہین اور انکا ایک ایسا مصرف عوام برادران دینی کو سوجھاتے ہین جسپر مخالف اور موافق متفق اللفظ جواز کا فتوے دینے پر مجبور ہے اور جس سے کسی شخص کو عام اس سے کہ پرانے سکول کا ہو یا نئی تہذیب کا دلدادہ انکار نہین ہو سکتا۔ اور وہ یہہ ہے کہ ان چمڑون کی قیمت حجاز ریلوے کے چندہ مین دیجائے۔ ہم بلاخوف تردید کہہ سکتے ہین کہ اس سے بہتر مصرف اسکے لئے اور کوئی نہین ہو سکتا۔ عید قربان سے اسے خاص مناسبت حاصل ہی اور ایسے موقع پر جب لاکھون برادران دینی میدان عرفات مین ہزارون کوس کا دشوار گذار سفر طے کر کے مناسک حج ادا کرتے ہون اگر اونکی پیمانہ ہمت مذہب اونکے سفر کی صعوبتون کو آسان کرنیکی عملی تدبیر عمل مین لائین۔ اور آیندہ نسلون بلکہ خود اپنے لئے اس نعمت عظمی اور موہبت کبریٰ کو سہل الوصول بنانے مین کامیاب ہون تو گویا گھر بیٹھے حج کا ثواب حاصل کرین۔ مذہب اسلام کے رو سے اگر کوئی شخص حاجیون کے رستے سے کانٹے اور خس و خاشاک صاف کر کے راستہ ہموار کرے تو وہ مستحق اجر عظیم ہوگا پس مقام غور ہے کہ ایسے امر خطیر کے لئے صرف کرنا جس سے سفر سفر نہین رہتا کتنا ثواب یقینی ہی۔ ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے برادران دینی ہماری عرضداشت کو معمولی تغافل سے نہ سنینگے اور اس موقع کو بالکل ہاتھہ سے نہ دینگے۔ اگر سارے ہندوستان کے مسلمان یکدل ہوکر کام کرین تو فقط اسی چمڑے سے تین چار لاکھہ بلکہ زیادہ جمع ہونا کچھہ مشکل نہین اور کسی کی جیب سے ایک جبہ بھی زاید صرف نہین ہوتا فقط اتنی ہمت درکار ہے کہ ہر ایک شہر مین چند بارسوخ اور فہمیدہ آدمی ملکر دو تین دن تک اسکا قرار واقعی اہتمام کرین۔ اور پرانے اجارہ دارون کو اگلے سال پر موقوف رکھین کیونکہ اوس سرگرمی اور عجلت سے جو خلیفۃ المومنین اس معاملہ مین فرما رہے ہین امید ہے کہ اگلے سال تک شاید اور چندہ کی ضرورت نہ رہے۔

ہمین حیدرآباد کے جریدہ اعلامیہ مطبوعہ ۲۱ فروری مین ۱۶۱ کے نام دیکھکر بے انتہا خوشی ہوئی ہی کہ اس اسلامی شہر سے جو اس وقت ہندوستان مین مرکز اسلامی شمار ہوتا ہے بہت بڑی معقول رقم جمع ہوئی ہوگی مگر جب ہم نے اوس تفصیل کو غایر نظر سے ملاحظہ کیا تو وہ خوشی بالکل یاس سے مبدل ہوگئی۔ بجائے اسکے کہ ہم وہان کے سربرآوردہ عاید سلطنت اور ارکان دولت کے اسمای گرامی کے مقابلہ مین اونکی حیثیت کے مطابق رقمین دیکھین ہمین اتنی بڑی فہرست مین سوائے متوسط الحال دیندار مسلمانون کے اور کچھہ بھی دکھائی نہ دیا۔ جن بیچارون نے اپنی بساط کے موافق جو کچھہ دیا وہی غنیمت ہی۔ ہم دعا کرتے ہین کہ حق تعالیٰ وہان کے اعیان اور عاید کے دلون سے وہ بے بنیاد خرخشہ بہت جلد دور کرے جسکا ذکر ہم نے اپنے پچھلے پرچہ مین کسی قدر تفصیل کے ساتھہ کیا ہے۔ اور ہم عنقریب مسلمانون کو یہہ مژدہ سنانیکے قابل ہون کہ حضور نظام مدظلہ العالی اور اونکے باہمت اراکین دولت نے اس مین خاطر خواہ حصہ لیا۔ +

ہمارے ایک معزز دوست مولانا آلہی بخش صاحب ناصر لکھنوی اخبار کے کثرت اشاعت کی بارہ مین یہ تجویز فرماتے ہین کہ وکیل کا ہر ایک خریدار کم سے کم ایک نئے خریدار کا بہم پہونچانا اپنے ذمہ لے۔ اور جو صاحب اس غرض سے کامیابی کے ساتھہ عہدہ برآ ہون اونکے نام نامی سنہرے حروف مین ہر ماہ کے اہتمام پر اخبار مین شایع ہوا کرین۔ صاحب ممدوح کمال دریادلی سے اس زاید خرچ کے کفیل بننے کو بھی آمادہ ہین۔ ہم اونکی اس نوازش اور حقیقی ہمدردی کے ممنون ہین مگر بالفعل اونکی اس نافع تجویز سے اس لئے مستفید ہونا نہین چاہتے۔ کہ ہم اپنی ہر دلعزیزی کا اندازہ لینا چاہتے ہین۔ اور یہ دیکھنا چاہتے ہین کہ لوگون مین ہماری ناچیز خدمات کی کہان تک وقعت ہی اور ملک اور ابنائے ملک ہماری ہستی کو کہان تک ضروری سمجھتے ہین اور ہماری خدمتون کی کیا قدر کرتے ہین۔ اور اون نقصانون کے عوض جو ہمین آجتک اخبار کی بدولت ہوئے ہین ہمین کیا معاوضہ دینا چاہتے ہین۔ ہم نے آج تک کسی خاص شخص کی مدح سرائی یا ہجو پردازی نہین کی کہ کسی کو اپنا محسن یا مخالف سمجھین ہم نے جو کچھہ کیا ہے جستہً للہ اپنی قوم کے لئے کیا ہے پس اوسی سے ہماری درخواست ہے اور وہی ہماری واجبی اور معقول ملتمسات کی داد دیگی۔ اندرین صورت ہم ایسے نظر فریب وسایل سے خریدارون کا بہم پہونچانا مناسب نہین سمجھتے۔ +

بقول ہمعصر رسل لٹری نیوز - روپیہ پیدا کرنا جس قدر مشکل ہے اس سے سوگنا مشکل اس کو صحیح طور پر استعمال کرنا ہی۔ دنیا مین ہر شخص حیران ہی کہ روپیہ کس طرح پیدا کرے لیکن بہت کم لوگ ہین جو یہ جانتے ہین کہ جمع کی ہوئی دولت کو کسطرح خرچ کرین۔ روپیہ کا جایز اور ناجایز استعمال نہ جاننے ہی سے ہندوستان کی حالت افسوسناک ہے جسقدر روپیہ مذہبی اوقاف کے نام سے حرام خورون کو دیا جاتا ہے اگر وہ صحیح طور پر صرف کیا جاوے تو ملک مین جہالت اور افلاس کا نام نہ رہی۔ ایک محمڈن یونیورسٹی اور ایک ہندو کالج کیسا شہر شہر مین دارالعلوم بن سکتے ہین روپیہ کا صحیح استعمال یہ نہین ہی کہ ۲۰ لاکھہ سنگ مرمری ہال کے لئے دیا جائے جبکہ اپنی ریاست مین ایک دارالعلوم بھی اعلی درجہ کا نہ ہو۔ ملک مین اینٹون اور پتھرون کے انبار دلکا گھاٹا نہین ہی لیکن اخلاقی۔ تجارتی

آخر کار انگلش پارلیمنٹ نے شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم کے سالانہ وظیفہ مین ایک لاکھ نوے ہزار پونڈ کا اضافہ منظور کیا۔ اور بجائے تین لاکھ اسی ہزار پونڈ کے جو ملکہ معظمہ کو ایام حکومت مین ملتا رہا نئے شہنشاہ کو پانچ لاکھ ستر ہزار پونڈ ملنے کی تجویز قرار پائی ہے۔ ہم نے اس بارہ مین اپنے پرچہ مطبوعہ ۱۵ مارچ مین مفصل بحث کی تھی۔ اور دلایل سے ثابت کیا تھا کہ موجودہ قیصر کی ضروریات بمقابلہ ملکہ آنجہانی کے زیادہ ہین اور نیز سلطنت کی ترقی بھی اون دنون سے بدرجہا افزون ہے۔ ہم بہت خوش ہین کہ ہوس اوف کامنز نے وہی فیصلہ کیا جسکی تائید مین ہم نے بجائے خود خامہ فرسائی کی تھی۔ یہہ کہنا بالکل بیجا اور مبالغہ مین داخل ہوگا کہ ہمارے لکھنے پر ایسا ہوا مگر اس مین ذرا بھی شک نہین کہ ہم اسبات پر جس قدر فخر کرین وہ بہت کم ہے کہ ہمارا طبعی میلان اور جوش عقیدت اور ذاتی الضمیر اون لوگون سے بالکل مطابق ٹھہرا جنکی ہوا خواہی نمکحلالی۔ اور خیر طلبی مسلم اور مقرر ہے۔ ہم امید کرتے ہین۔ کہ جس طرح مشاہدہ اور تجربہ نے ہماری اس رائے کو صایب قرار دیا ہے۔ اوسی طرح ہماری دیگر دو ملتمسات بھی پایہ قبول کو پہونچین جنکی سلسلہ جنبانی ہم نے پچھلے ہفتہ مین کی ہے (۱) یعنی خطبہ شاہی سے اون دل آزار فقرون کا نکالنا جو رومن کیتھولک رعایا کی دل شکنی کا باعث ہوئے ہین۔ (۲) شاہی نشانون مین ہندوستان کے نشان کی شمولیت۔

چونکہ نیت بخیر ہے اور سوائے خیر طلبی کے اور کوئی امر پیش نظر نہین اسلئے امید بلکہ یقین ہے کہ اس مین بھی ہمین کامیابی ہو۔

ہمنے پچھلے ہفتہ کے ایک نوٹ مین یہ ضرور ظاہر کی تھی کہ جہان آیرلینڈ اور سکاٹ لینڈ کے قومی نشان شاہی نشانون مین داخل ہین ہندوستان کی کوئی علامت بھی لوازمات سے ہے اوس نوٹ مین اگرچہ ہم نے ہندوستان کے کسی قومی نشان نہ ہونے پر افسوس کر کے کنایتاً ہی مراتب کا ذکر کیا تھا مگر صاف لفظون مین کسی چیز کا نام نہ کہا تھا جو یہان کے نشان کے لئے منتخب کیجائے۔ اب ہماری رائے مین یہ آتا ہے کہ اگر ہاتھی مراتب ہندوستان کی علامت قرار دیکر شاہی نشانات مین شامل کیا جائے تو بے موقع نہ ہوگا کیونکہ اس مین دو خوبیان تصور ہین۔ ایک تو یہ کہ ہندوستان کے بادشاہون کا قدیمی نشان ہے اور کوئی وجہ نہین کہ موجودہ قیصر جو باعتبار شہنشاہی اونکا وارث ہے اس وراثت سے تبرا کرے۔ اور دوسرا اوس زمانے مین اس نشان سے یہہ علامت مقصود تھی کہ سلطان وقت کو سمندر پر بھی قبضہ اور اقتدار حاصل ہے۔ اور یہ بات ہمارے موجودہ قیصر کو بمقابلہ سلاطین ماضیہ کے بدرجہ اولیٰ حاصل ہے۔ ہم اس موقع پر یہہ کہنے سے بھی باز نہین رہ سکتے کہ عام ہندوستانیون کو قطع نظر اسکے کہ وہ ہندو ہون یا مسلمان مناسب ہے کہ ایک عرضداشت بارگاہ قیصری مین اس مضمون کی بھیجین کہ ہمارا قیصر جس وقت انگلستان مین باقاعدہ تاج پوشی کی رسم سے فارغ ہو تو ہندوستان مین اور ہندوستان مین سے خاص دہلی مین بہ نفس نفیس تشریف لاکر ہندوستان کی تاج پوشی کی رسم ادا کرے کیونکہ وہ یہانکا قیصر ہے اور اس ملک کی وسعت اور یہانکی رعایا کی نمکحلالی اور وفاداری اس امر کی متقاضی ہے کہ وہ اپنی آنکھون سے اپنے شہنشاہ کو تاج پہنتے اور یہ ضروری رسم ادا کرتے دیکھکر اقران اور اماثل مین ممتاز ہون اور اپنی نئی قیصرہ کی زیارت سے مشرف ہون۔ اور اونکی جوش عقیدت مین اس مبارک تقریب سے دوچند ترقی ہو۔ اور اگر بلحاظ مصالح ملکی یا کثرت کاروبار کے اس تجویز کا بالفعل عمل مین آنا کسی قدر دیر طلب ہو تو کم سے کم ولیعہد تاج سلطنت ڈیوک اوف یورک اور ڈچس اوف یورک ہی کو نیابتاً مامور فرماوین کہ یہان کی رعایا کو ایک گونہ فخر حاصل ہو +

اردو ہندی کے متعلق ضلع نینی تال سے ایک صاحب لکھتے ہین کہ "واقعی ٹھیک ہے کہ حامیان ہندی نے مردم شماری مین ہندی دانون کی تعداد زیادہ دکھانے کی کوشش پر بڑا زور دیا۔ اور دن کے ساتھہ تو خیر گزری ہی ہوگی۔ یہ میرا اپنا ماجرا ہے کہ جب یہان کا پٹواری مردم شماری کرتا ہوا آیا اور مجھہ سے دریافت کیا کہ "تم کون کونسے علم جانتے ہو؟۔ اور کون کونسی زبان لکھہ سکتے ہو؟" مینے کہا اردو فارسی انگریزی اس وقت ایک حضرت جو پٹواری کے پاس ہی بیٹھے ہوئے تھے اور ایک معزز عہدہ پر ممتاز تھے (اور قرائن سے مجلس حامیان ناگری کے ایک سرگرم ممبر معلوم ہوتے تھے) بولے کہ "اردو سے تمہاری مراد ہندی ہے نا؟ جو ہندوستان کی زبان ہے۔ اچھا لکھو (پٹواری سے) کہ یہ شخص ہندی جانتا ہے"۔ مینے معًا یہ کہا "نہین صاحب! مین ہندی کا ایک لفظ بھی نہین جانتا۔ اول مجھے ہندی سکھا دو پھر چاہے اردو کے ساتھہ ہندی بھی لکھہ لینا"۔ مگر افسوس کہ پٹواری صاحب نے کچھہ شنوائی نہ کی اور اردو کی جگہہ ہندی لکھہ ہی دی۔ پھر ۲۵ فروری کا ذکر ہے کہ پٹواری کا ہندی رجسٹر اتفاق سے میرے سامنے رکھا ہوا تھا مین نے ایک دوست سے جسکے پاس وہ کتاب تھی پوچھا کہ "بابو صاحب دیکھنا میرے خانۂ علم و زبان مین کیا لکھا ہے؟" اوس نے دیکھکر بتایا کہ "ہندی لکھا ہے"۔ مین بولا کہ "مین نے تو اسی وقت کہدیا تھا کہ مین ہندی نہین اردو جانتا ہون تو پٹواری جی نے ہندی کیسے لکھدیا؟" اسپر وہ صاحب بھی جو حامیان ناگری مین سے تھے مگر پہلے صاحب سے ذرا کم سرگرم۔ کہنے لگے کہ "اردو بھی تو ہندی کا ہی دوسرا نام ہے"۔ مین نے جواب دیا کہ "صاحب! مین ہندی کا ایک حرف نہین جانتا بلکہ اس سے ناآشنائے محض ہون مہربانی کر کے ہندی کی جگہ اردو بدلدیجے"۔ تب بمشکل میرے اصرار پر میرے اور میرے گھر کے خانہ مین اردو کا لفظ لکھدیا گیا لیکن پھر بھی لڑکی اور اک اور شخص کے خانہ مین جسے میرے ساتھہ ہر طرح سے تعلق تھا اور وہ اردو جانتا تھا۔ وہی ہندی رہنے دی۔ جب یہ لوگ ہمسے تعلیم یافتون کے ساتھہ ایسی کارروائی کرتے ہین تو معمولی لوگون کا حال تو کچھہ نہ پوچھیے۔ اور خدا جانے اخیر مردم شماری کے دن کیا کیا کچھہ کارروائیان ان حضرات نے کی ہونگی۔

ہمین اور بھی کئی جگہ سے **اسی قسم کی اطلاعات** ملی ہین جن کو پڑھ پڑھ کر حامیان ہندی کی اس غیر واجبی و نازیبا کارروائی پر سخت افسوس آتا ہے۔ لیکن اس بارہ مین اب کچھہ کہنا "مشتے بعد از جنگ" ہوگا۔ اے کاش سرکاری طور پر اس بدعنوانی کا کوئی انسداد کیا گیا ہوتا۔ +

لکھنو یا یون کہین کہ ہندوستان سے علم و فضل اور نظم و نثر کی برکت اٹھتی جاتی ہے۔ منشی **امیر احمد** صاحب مینائی کو ابھی جی بھر کر نہ روئے تھے کہ مولانا مولوی **محمد نعیم** صاحب کا سایہ سر سے اوٹھہ گیا۔ جو بلحاظ فضل و دانش۔ زہد اور اتقا کے اپنے آپ نظیر تھے اور ابھی اون کے ماتم سے دم لینے کی مہلت نہ ملی تھی کہ پچھلے ہفتہ میر خورشید علی صاحب **نفیس** کا حادثہ پیش آیا۔ میر صاحب مرحوم اوس خاندان کے وسادہ نشین تھے۔ جسکے آغوش عاطفت مین اردو لٹریچر نے پرورش اور نشو و نما حاصل کی ہے آپکے جد امجد **میر حسن** صاحب مصنف بدر منیر تھے جنکی سلاست زبان اور حسن بیان آج تک باوجود امتداد زمانہ ہندوستان بھر مین مسلم ہے۔ اونکے جانشین اون کے خلف الرشید میر مستحسن **خلیق** ہوئے جنہون نے فن مرثیہ گوئی کی اردو مین بنیاد رکھی اور اپنے زمانہ مین اس صنف سخن کو اس خوبی سے بنایا کہ جواب موجود نہین اونکے بعد میر مہر علی **انیس** ہوئے جنہون نے اس فن مین وہ کمال پیدا کیا کہ سلف سے آج تک کسی کو نصیب نہوا اور نہ آیندہ ہونے کی امید ہے۔ اگرچہ میرزا دبیر اونکے ہم عصر موجود تھے اور لکھنو کے بعض بزرگوار اون کی قوت طبع کے بھی ویسے ہی معتقد تھے بلکہ ایک عرصہ تک لکھنو اور مضافات لکھنو مین دبیریون اور انیسیون کا گروہ ایک دوسرے سے دست و گریبان ہوتا رہا۔ مگر ارباب بصیرت اور سخن شناسون پر بخوبی ظاہر ہے کہ قوت شاعری وقت آفرینی فکر رسا۔ جدت طرازی اور حسن بیان مین میر انیس کا مد مقابل ہونا ہر ایک کا کام نہ تھا۔ خود کہہ گئے ہین اور سچ کہہ گئے ہین۔

خلاقی مضمون کا ہے دعوے سب کو
کہلے جائے جو چندے مین زبان بند کرون

میر نفیس مرحوم اگرچہ اپنے والد بزرگوار کی قادر الکلامی کو نہ پہونچے۔ مگر اس گئے گذرے زمانہ اور کساد بازار مین آپ کا دم بسا غنیمت تھا۔ طبیعت مین گو باپ کی سی مضمون آفرینی روانی اور آمد نہ تھی مگر اپنے چچا میر مونس سے رنگ ملتا جلتا تھا۔ حق تعالےٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت مین پناہ دے۔ اور پس ماندگان کو صبر جمیل عطا فرماوے اور اس خاندان کو جو پشتون سے نظم اردو کا مخزن چلا آیا ہے بے چراغ نہ کرے۔ +

بس اب خانہ آبادی دولت یا کی

یعنی لکچر حکیم امین الدین صاحب بہیر سٹر ایٹ لا کا انجمن حمایت اسلام کے سوئیں ۱۶

سالانہ جلسہ مین بمقام لاہور پڑہا

چوتہی صدی عیسوی سے سولہوین صدی عیسوی تک ہمین یورپ کا ہاتھ خون مین رنگا ہوا اور یورپ کے فہم و ادراک پر وہی جہالت اور کوتہ اندیشی کی گھٹا چھائی ہوئی نظر آتی ہے جو شومئی اعمال سے مسلمانون پر بالعموم چھائی ہوئی ہے۔ آپ اپنے خیالات اپنی طرز معاشرت اپنے میلان طبائع اور اپنی روزانہ زندگی پر غور فرماوین اور مقابلہ کرین انکا یورپ کے ان افعال سے جنہین بزمانہ جہالت یا زمانہ متوسط کہتے ہین۔ متوسط تو بالائے طاق سولہوین صدی کے اخیر تک بھی ہمین اسی تاریکی اور اسی جہالت کے آثار معلوم ہوتے ہین۔ یورپ کے زبردست سے زبردست مورخ نے بھی انکی کے جانبدار مصلح قوم کے اس اعتراض کا اب تک جواب نہین دیا کہ "نہ تو قوم گوتھ نے نہ وینڈال نے نہ نارمن والون نے نہ عربون نے بلکہ پایان روم اور صرف پایان روم نے ہی رومیونکو تباہ کیا تھا"۔ اس دیوتاؤن کے شہر کے قدیمانہ شاہی تجمل کا نام و نشان نہ رہتا۔ ان بازاروں کی جنکی سنگ مرمر کی سڑکون پر رومی شہنشاہ اغطوس ناز کیا کرتا تہا۔ خاک سیاہ ہو جاتا۔ سر بفلک مناروں جنکی ستون سنگ سے کو بھی شرماتے تہے اور جنکی ساخت اور سامان آرائش فی الحقیقت اسی قسم کا تہا کہ دیوتا ہی آئین ہین انکا حرف بحرف بانبیاء تعصب کی وجہ سے صفحہ روزگار سے مٹ جاتا۔ وہ عبادتگاہین جو کمیگنا مین صنعت و حرفت کے لحاظ سے یگانہ روزگار تہین اور جنپر رومی فخر کیا کرتے تھے۔ انکا معدوم و منہدم ہو جاتا روم کے اوس مشہور و معروف فورم کا جہان سے اصولِ تہذیب دنیا کیلئے قوانین جاری ہوتے تھے۔ بہنیونکا کہیت کہلاتا۔ قیصران روم کے محلات جنکی عمارات اس فن کے ماہرون کیلئے دلیل راہ ہوتی ہین۔ اور جو بذات خود صدہا سال کی زندہ تواریخ تہین کس بیرسی کیحالت مین ہی زمین کا پابوس ہونا۔ وہ فرحت بخش حمام جو رومی عشرت کی جان تہا۔ اور جہان شاہی محلات کی ہمسری کا دعوی تہا نقش برآب کیطرح مہمان چند روزہ رہجاتا۔ اس عظیم الشان عمارت کا جسے کلوسیم کہتے ہین اور جسمین قریبا نوے ہزار حاضرین کا ایک ہی وقت مین مجمع ہو سکتا تہا گرتے گرتے ایک معمولی پادری کی حفاظت مین جزام خانہ بنجانا ایسے واقعات تھے جنکی طرف متواتر اشارہ کرکے میزبین کے پرجوش فقرات دلونکو ہلا دیتے تھے۔ اسکا یہ فقرہ کہ (ابتو عالم نباتات بھی ان کھنڈرات سے بیزار ہی) بجلی کا کام کرگیا تہا کیونکہ کچھ عرصہ سے اسی کلوسیم کے کھنڈرات پر قدرت کی وہ سبز چادر بھی دکھائی نہ دیتی تہی جو رومیونکی لاپرواہی کے زمانہ مین رگون کے کارنامون کی قبر پوشی کر رہی تہی۔ یہ نتیجہ اوس لاپرواہی عدم توجہ انہدام مذاق تساہل غفلت جہالت اور مذہبی و اخلاقی بیہودہ تعصب کی وجہ سے تہا۔ جس نے آزادی عقل اور زمانہ کی چالونکو سمجھنے اور اسکا ساتھ دینے کی ہمکینی کر دی تہی۔ آپ قدری تامل فرماوین اور اپنی حالت کو بھی دیکھین۔ کیا آپکی وہ یادگار جو نادرہ روزگار تہی اب بھی باقی ہے کیا بغداد و دمشق کی وہ عمارات جنکا تجمل اور جنکی آب و تاب کیا بلحاظ صنعت و حرفت اور کیا بلحاظ آرائش مقامی اب بھی آشنا چشم سیاح ہو سکتی ہیں۔ کیا بخارا اور تبریز اور غرناطہ اور قرطبہ کے روح افزا محلات و مساجد اسیطرح اور اسی شان و شوکت سے ہین جو کسی زمانہ مین انہین نصیب تہا۔ اگر جوصف میزبنی نے رومی عمارات پر مرثیہ لکھا ہے تو کسی استاد نے انکی موجودہ حالت کا بھی فارسی مین ایک ہی بیت مین خاتمہ کر دیا ہے اور استاد کا تو شعر ہے کہ ؎

پردہ داری میکند بر قصر قیصر عنکبوت ۔۔۔ بوم نوبت میزند بر گنبد افراسیاب

مگر ہماری حالت کے مطابق یون ہونا چاہیئے ؎ پردہ داری میکند بر آل ہاشم عنکبوت ۔۔۔ بوم نوبت میزند بر گنبد عباسیان۔

امپیریل گورنمنٹ کا ہم مسلمانان ہندوستان پر یہ خاص احسان ہے کہ لاہور لکھنؤ۔ دہلی اور آگرہ کی عمارات پر ہم ابتک ناز کر سکتے ہین والا ان عجائبات روزگار کو بھی آپکی ہی ہمتونکا محتاج ہونا پڑتا تو چوہدری خوشی محمد صاحب کا یہ شعر نہ ہوتا ؎ کچھ بتا احوال دل اے منزل خاموش ہان ۔۔۔ کیون نظر آتا ہے وحشت خیز تر سامان تجھ!

ہماری حالت کا فوٹو حضرت قبلہ سید محمود کے درد انگیز الفاظ سے بخوبی واضح ہے وہ تحریر فرماتے ہین۔ "اے حضرات! درحقیقت ہماری قوم انقلاب روزگار اور پریشانی حال سے ایسی پژمردہ خاطر اور خستہ دل ہو گئی تہی کہ انکو خود اپنی ہی خبر گیری دشوار ہو گئی تہی۔ اور آیندہ نسلونکی تعلیم اور تربیت اور بہبودی کے خیال کرنیکا کیا محل و مقام تہا اور کیا گنجایش تہی جو لوگ کسی قدر سن رسیدہ تھے اور بلندی و پستی زمانہ کو بھگت چکے تھے وہ بھی بجاے اسکے کہ کچھ بلند ہمتی کرین یا اپنی قوم کی بہتری کے لئے کچھ تدبیر سوچین انہونے بھی اپنی اقتضاء عمر اور پیرایۂ روزگار کے موافق اپنے حسب حال ایک گونہ دل فلسفہ حیات بسری کا اختیار کر لیا تہا"۔

سید محمود کا خیال بہت درست ہے اور اسکے لئے وجہ بھی موجود ہے جسطرح دنیا و مافیہا مین رشتۂ علت و معلول قائم ہے اسی طرح خداوند کریم کی مرضی بھی ایسی نہین جو عیاذاً باللہ بے سبب کہلائے اور خوشنودی یا عتاب خداوندی کیلئے بھی اسباب کا موجود ہونا ضروری ہے۔ اگر افراد کیلئے سلسلہ جزا و سزا ہے تو اقوام کیحالت بھی بحیثیت مجموعی تابع جزا و سزا خداوندی ہے معیار اس اختلاف کا جہانتک کہ عقل انسانی کام کر سکتی ہے صرف یہی ہے کہ "متابعت احکام خداوندی" اور "حسبوقت قوم اس معیار سے نکل جاتی ہے اور احکام خداوندی کی متابعت سے جی چراتی ہے بلکہ متابعت چھوڑ کر مخالفت پر کمر باندہتی ہے تو اسی سزا بھی ایسی ہی ملتی ہے جسکا ادنی نتیجہ صفحہ روزگار سے معدوم ہونا ہوتا ہے۔

۱۴۹۹ء کی ہمارے اپنے حالات اس غضب الہی کی شاہد ہین جو ہماری عدم متابعت احکام الہی کی وجہ سے ہمپر نازل ہوا۔ غرناطہ کی قلعہ کی کنجیونکا شہنشاہ فرڈیننڈ کے سپرد کرنا تہا کہ اس ملک سے جسے ہم نے آٹھ سو سال مین جنت نظیر بنایا تہا ہمین قطعاً معدوم کرنیکی کوشش کیگئی۔ ہمارے ان تمام احسانات کو جو ہم نے سرزمین ہسپانیہ پر کئے تھے یکلخت بھلا دیا گیا اور صرف اسی وجہ پر کہ ہم بزعم نام مسلمان تھے پہلے ہمین اس مقدس عدالت کے سپرد کیا گیا جسکا معمول سلوک یہ تہا کہ ہمین زندہ جلا دیتے تھے اور ہماری جائیدادین ہماری بداعمالی کی گواہ تہین۔ ایسی بہاری تعداد کا زندہ جلا دینا قدری مشکل تہا۔ اسلئے طلیطلہ کے رئیس الاساقفہ صاحب نے یہ تجویز پیش کی کہ کل غیر مسیحی عرب مع عورتون اور بچون کے قتل کر دیئے جائین۔ اگرچہ گورنمنٹ نے حضرت قبلہ رئیس الاساقفہ کی اس تجویز کو عملاً منظور نہ فرمایا مگر ۱۶۱۰ء مین کل مسلمانونکو یکلخت ہی سرزمین اندلس سے خارج کر دینے کے احکام جاری ہو گئے۔ راہب بلیڈا نے نہایت خوشی سے یہ مرثیہ لکھا تہا کہ ان عربون مین سے تین حصے راہ مین قتل کر دیئے گئے تہے۔ ایک ہی مہاجرت مین ایک لاکھ چالیس ہزار مین سے ایک لاکھ مار ڈالے گئے تہے اور چند مہینون مین دس لاکھ مسلمان اندلس سے افریقہ کو چلے گئے اور موسیو سری یو کا خیال ہے کہ ۱۴۹۹ء سے ۱۶۱۰ء تک تیس لاکھ عرب سرزمین اندلس سے مہاجرت کر گئے۔ مقتولین کی تعداد انکے علاوہ ہے۔ یہ قہر الہی تہا جو ہمپر نازل ہوا۔ اور یہ ہماری سزا تہی جو ہمین بھگتنی پڑی۔

اب اس سوال کے دوسرے پہلو پر غور کرنا چاہیئے۔ جب ہسپانیہ والونکا ظلم حد سے بڑھنے لگا اور انکی مذہبی تعصب اور جہالت نے ان افعال کا ترکب بنایا جو ذات خود ننگ انسانیت ہین۔ تو نتیجہ یہ ہوا کہ طلیطلہ مین جہان عربونکے زمانہ مین دو لاکھ آدمی تہے بعد مین کل سترہ ہزار رہ گئے۔ قرطبہ مین جہان دس لاکھ تہے بیالیس ہزار رہ گئے۔ صوبہ سلیمنکا مین جہان سو سو شہر تھے پھر بمشکل تیرہ رہ گئے۔ مجریط کی مردشماری چار لاکھ سے دو لاکھ رہ گئی۔ اشبیلیہ مین جہان سولہ سو کارخانے تھے اور جنمین ایک لاکھ تیس ہزار آدمی کام کرتے تھے تین کارخانے رہ گئے۔ اور مجلس قانون نے جو رپورٹ فلپ چہارم کی روبرو اس شہر کی نسبت پیش کی تہی اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس شہر مین چوتہائی بانٹ دی رہ گئے تھے۔ طلیطلہ مین کپڑے کے چوالیس کارخانون کی جگہ تیرہ رہ گئے۔ اور سقوبیہ اور برگاس کے بڑے بڑے شہر تو بالکل ویران ہی بن گئے۔ ملک کی حرفت کی تباہی کا یہ حال تہا کہ اٹہارہوین صدی کی ابتدا مین جب سقوبیہ مین کپڑے کا کارخانہ کھولا گیا تو کاریگرونکو الیڈ سے لانا پڑا۔ ۱۷۶۷ء تک تمام ملک مین ایک بھی دواساز ایسا نہ تہا جو عام ادویہ کو بنا سکے ۱۷۶۰ء مین جب چند ذی شعور اشخاص نے بہت ہی ڈرتے ڈرتے یہ تجویز پیش کی کہ میڈرڈ کو راستون سے نجاست کے انبار جو ہر جگہ پڑے ہوئے ہین دور کئے جائین تو طبا نے نہایت اصرار کیا تھا اسکی مخالفت کی اور کہا کہ ہمارے آباؤ اجداد جو نہایت عقلمند تہے اور جانتے تہے کہ وہ کیا کر رہے ہین انہی انبارون مین زندگی بسر کرتے رہے ہین اور ہم بھی انہی مین زندگی بسر کرینگے۔

بکل نے انہی کی نسبت نہایت ہی چست فقرہ لکھا ہے۔ "سپین کا ملک ابتک بیخبر آرام کی نیند سو رہا ہے نہ اسپر دنیا کا کچھ اثر پڑتا ہے اور نہ یہ خود دنیا پر کوئی اثر ڈالتا ہے۔ یہ ملک یورپ کے کنارے پر ایک بہت بڑا بے حس و حرکت پشتارا

وجع مفاصل و نقرس کی مشہور یہ ہمیشہ بین بام C. P. Balm نے اس موذی مرض کو ایکبار نہین بلکہ بیشمار دفعہ رفع کیا ہے اور جسکا استعمال کرو بہ برشفا ہوگی۔ یہ دواشیخ فیروز الدین سوداگر ادویہ انگریزی مال بازار لہرا سے ملسکتی ہے

واقع ہوا ہی جب اپنے خیالات اور امنگون کی لحاظ سے زمانہ متوسط کا قائم مقام ہی اور سب سے زیادہ افسوس یہ ہی کہ یہ ملک اپنی حالت پر قانع ہی۔ یورپ کی کل اقوام مین یہ قوم سب سے پیچھے ہے لیکن اپنے آپ کو سب سے آگے سمجھتی ہے۔ جن چیزون پر اُسے شرمانا چاہیے اوپر ناز کر رہا ہے اوسکو اپنے پرانے خیالات پر اپنی مذہبی صداقت پر اپنے اعتقادات کے استحکام پر اپنی طفلانہ سریع الاعتقادی پر مذہبی اور اخلاقی ترقی سے اپنی نفرت پر غیر مذاہب والون سے اپنی عداوت پر اپنی اس بیدار مغزی پر جس نے اس نے غیر مذہبونکو اپنے ملک مین قائم ہونے سے روکا ہی اعلیٰ درجہ کا افتخار ہے۔ اِن کل دردناک اور افسوسناک خیالات کا مجموعہ ہی جسے ہم سپین کہتے ہین"۔

بکل نے جو کچھ سپین کی نسبت لکھا ہی کیا ہماری حالت موجودہ اسکی مصداق نہین ہوسکتی ؟۔ کیا ہم نے ان تمام امور کو جو سوانح ترقی ہی جنسے زمانہ کا ساتھ نہین دیا جاسکتا تھا اُنہین اختیار نہین کیا۔ کیا ہماری طفلانہ سریع الاعتقادی اور اخلاقی و تمدنی ترقی کا تفرقہ ہمارے مذاق کے انحطاط کا شاہد نہین ؟ کیا ہم نے اون اصولون کو نہین بھلا دیا ؟ جنپر کاربند ہونے سے ہمین ترقی دین و دنیا کی توقع ہوسکتی تھی ہم مین ان تمام منہیات کا کامل مواد موجود ہی۔ جو ہماری قومی زندگی اور حیات ملت کو جادۂ اعتدال سے منحرف کر رہا ہے۔ ضعیف الاعتقادی اچھون کو بُری نظر سے دیکھنا۔ صلاح و فلاح سے منہ موڑنا اور ہزلیات و خرافات مین تضییع اوقات کرنا اور سب سے بڑھکر یہ کہ وہ ذوق طلب حسنات ہی نہین رہا جسپر ہمین کسی زمانہ مین ناز ہوا کرتا تھا جس دین کی ہمین تلقین ہوئی تھی وہ دین تھا نہایت ہی سادہ و آسان۔ قابل فہم۔ قابل عمل۔ ہر قسم کی ضروریات کا کفیل۔ ہر قسم کی حاجت کا روا کرنیوالا عالم ہی اس سے فایدہ اُٹھائے جاہل ہی اس سے مستفید ہو۔ اخلاقی۔ تمدنی۔ علمی عملی۔ ترقی کا حامی۔ مؤید بلکہ موجد تھا۔ ایک ہی خدا کی پرستش اور ایک ہی رسول کی متابعت۔ ایک ہی طرف سجدہ اور ایک ہی قسم کی عبادت۔ عبادت بھی بہت ہی آسان اور بہت ہی مختصر۔ اجرام و اجسام پرستی کا نام نہین۔ انبیاء سلف کی قدر و منزلت تو بالائے طاق کسی شخص کی دل آزاری کو بھی روا نہین رکھا تھا۔ حقوق ہمسایہ حقوق رعایا۔ حقوق نسوان۔ حقوق اولاد بلکہ ہر قسم کے حقوق خواہ انسانی ہون خواہ حیوانی سب کو مناسب واجب درجہ پر تمیز کرنیوالا اور اُنہین روا رکھنیوالا تھا کوئی اخلاقی فرض ایسا نہ تھا جو اسمین نہ پایا جاے۔ اور کوئی سوشیل ڈیوٹی ایسی نہ تھی جسکے لئے اسمین سند اور طریق عمل کا عملی طریقہ نہ ہو۔ ہر حالت ہر ملک اور ہر فرد بشر کی عملی اور ذہنی نیکیون اور حسنات بلکہ انکے لوازمات کا مکمل ذخیرہ تھا۔ بہایم سے اشرف المخلوقات کا عملی طور پر درجہ حاصل کرنیکا راستہ اسی دین مین پایا جاتا تھا۔ اور یہ پاک دین ان توہمات تفکرات۔ متعلقات۔ خلاف الفطرۃ و العقل امور سے بالکل خالی تھا جو انسانی زندگی کے لئے وبال جان ہو جایا کرتے ہین۔ اور جنمین اُسی دین کو گورکھ دھندہ بنایا کرتے ہین۔ ہر قسم کی اسمین گنجائش بھی تھی اور ہر قسم کی آزادی بھی۔ اخوت اور حمیت بھی تھی۔ غریب پروری اور رحم بھی تھا۔ غیرت بھی اور عفو بھی۔ حقوق ایکطرف اور ذمہ داریان دوسری طرف۔ گویا کہ اِن متناقض الکیفیت اجزا کا ایک ایسا معجون مرکب تیار کیا گیا تھا جو اسکے اصلی حکیم کے عقل کل اور منجانب اللہ ہونیکی قطعی دلیل تھی۔ یگانگت بھی تھی اور حفظ مراتب بھی تھا۔ آزادی بھی تھی اور متابعت بھی تھی۔ افعال اور اعمال بالارادہ کی نسبت وہ احکام تھے جو انسان کو انسان بنا رکھنے۔ دنیا سے صرف ذاتی خواہشات کیلئے بھاگ جانا یا جسم کو عمداً اُن خلاف الفطرۃ عادات یا عملیات مین ڈالدینا جو صورت و سیرت انسانی کے بالکل خلاف ہون۔ اور خالق حقیقی کو احسن المخلوقات کو اخبث المخلوقات بنادین قطعی ممنوع تھا۔ اوامر و نواہی کی ایک معقول حد تھی۔ اور برے بھلے کی تمیز کا ممیز معیار مقرر تھا۔ غرضیکہ ہر طرح سے مکمل تھا۔ بندے کے بھی لائق اور خدا کی شان کے بھی شایان۔

کہانسی زکام انفلوئنزا وغیرہ کو بہت جلد آرام دینے میں چیمبرلین صاحب کی کف ریمیڈی
C-C. Remedy. نے چار دانگ عالم مین بڑی شہرت پائی ہی ضرورت ہو تو آپ بھی آزمائش کر دیکھین۔ شیخ فیروز الدین سوداگر ادویہ انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

بیش از ہمہ شاہان عنیور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ۔
اے مخبر رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ زراہِ دور آمدہ

صاحبان! مینے ابتدائی حصہ لکچر میں علماء کو اصلاح قومی کا ذمہ دار ٹھہرایا تھا۔ اور اگرچہ میرا طرز بیان قدرے درشت اور اظہار مطلب قدرے سخت تھا مگر عدم اصلاح کیلئے صرف ہمارے علما کا معزز گروہ ہی ذمہ دار نہیں ہوسکتا۔ عامہ خلایق اور عام مسلمانون مین بھی وہ مذاق اور حق کی جستجو کا مادہ نہین رہا جو ہر ایک قوم و ملت مین ترقی قومی کا محرک ہوا کرتا ہے۔ علمائے سلف کو جو مقبولیت عامہ خلق مین حاصل رہی ہے اور عموماً اہل ملک نے جس محبت اور ادب کی نظر سے اونکو دیکھا ہے اسکی کیفیت پڑھکر ایک قسم کا تحیر پیدا ہوتا ہے۔ اگر صرف انکو ہم مسلک اور ہم مذہب اصحاب ہی انکی توقیر کرتے اور انپر قربان ہوتے تو ہم یہ سمجھتے کہ مذہبی خیالات کا یہ سارا کرشمہ تھا۔ جب ہم یہ دیکھتے ہین کہ مخالف فرقے اور یہود و نصاریٰ انکی تعظیم و محبت مین ایسے ہی سرگرم و محو تھے جیسے خود انکے ہم مشرب تو ہمکو یہ باور کرنا پڑتا ہے کہ محض مذہبی خیالات نہین بلکہ علما کے اخلاق و صفات اس عظمت کے اہم اور اصلی اسباب تھے۔ اسمین کوئی شبہہ نہین کہ اس مقبولیت کو اس فیاضی خیال اور وسعت نظر سے بہت ترقی ہوتی تھی۔ جو عموماً ہم علماء سلف مین پاتے ہین۔ اور یہ انکی فیاضی کسی طبقہ اور فرقہ کے ساتھہ مخصوص نہ تھی بلکہ جمیع بندگان خدا کیواسطے عام تھی۔ مگر ساتھہ ہی اسبات کا بھی ہمین قایل ہونا پڑتا ہے کہ عام مسلمانون مین بھی طلب علم کا ذوق و شوق اس حد تک بڑھا ہوا تھا کہ عام مسلمان اور علماء اسلام گویا یکجان و دو قالب تھے۔

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید کا لشکر شہر رقہ مین خیمہ زن تھا اتفاقاً اُسی موقع پر حضرت عبداللہ ابن مبارک امام حدیث کا گذر شہر مذکور مین ہوا۔ انکے استقبال کیلئے لوگون کا یہ ہجوم ہوا کہ سارے افق پر غبار چھا گیا اور کشمکش مین آدمیونکی جوتیان پارہ پارہ ہوگئین۔ حرم سراے خلافت کی چوبی برج سے خلیفہ کی ایک کنیز نے جو یہ ہنگامہ دیکھا تو حیرت زدہ ہوکر پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ کسی نے کہا کہ خراسان کے عالم ابن مبارک اس شہر مین تشریف لائے ہیں انکے لینے کیلئے مخلوق کا ہجوم ہو رہا ہے۔ شوخ مزاج کنیز نے بیساختہ کہا کہ واللہ حکومت اسکو کہتے ہین۔ ہارون کی کیا حکومت ہے جسکے لئے لوگ ہلکارونکی زور اور دباؤ سے جمع ہوتے ہین۔ امام بخاری جب دربار علم سے کمال کا خلعت پہنکر اپنے وطن بخارا کو آئے تو بخارا والون نے نہایت جوش کے ساتھہ انکے استقبال کا اہتمام کیا۔ شہر سے تین میل کی فاصلہ پر خیمے استادہ کیگئے اور تمام اہل بخارا انکی پیشوائی کیواسطے آئے۔ یہانتک کہ کوئی قابل ذکر آدمی شہر مین نہین رہا شہر اور انکے اہل وطن انکو اس شان سے لائے کہ روپیہ اور اشرفیان انکے سر پر سے نثار کیجاتی تھین۔ ہمارے علوم کا دوسرا مرکز مشہور نیشاپور ہی امام ممدوح کی تعظیم مین اپنے ہمسر بخارا سے پیچھے نہین رہا۔ امام مسلم فرماتے ہین کہ جب امام بخاری کے تشریف لانیکی خبر نیشاپوریون نے سنی تو بعض نے دو منزل اور بعض نے تین منزل آگے جاکر آپکا استقبال کیا۔ اور شہر مین جس شان سے وہ داخل ہوے وہ شان ہمنے کسی حاکم یا عالم کی آمد مین نہین دیکھی۔ امام فیروزی جب ایک دینی کام کیلئے شہر بغداد سے چلے تو ایک جم غفیر نے انکی مشایعت کا قصد کیا۔ اونہون نے ہر چند منع کیا لیکن جوش عقیدت مین کسی نے مخالفت کا لحاظ نہین کیا۔ سامرہ پہنچکر جب ہمراہیونکا اندازہ کیا گیا تو پچاس ہزار آدمی شمار مین آئے۔ ایک مرتبہ شیخ ابو اسحاق شیرازی خلیفہ بغداد کیطرف سے ایک خدمت پر خراسان تشریف لیگئے تھے۔ جب وہ نیشاپور سے معاودت کرنے لگے تو پیشوا خراسان امام الحرمین نے سوار ہوتے وقت انکے گھوڑے کی رکاب تھام لی۔ سفیان ابن عیینہ جب کوفہ مین تشریف لائے اور امام اعظم نے انکے آنیکی خبر سنی تو اپنے شاگردون سے فرمایا کہ تمہارے شہر مین علم حدیث کا مالک آیا ہے۔ یہ فقرہ کافی تھا اور لوگ جوق جوق انکی احادیث سننے کو آتے تھے۔ اسوقت ابن عیینہ کی عمر صرف بیس برس کی تھی۔ علما کے ساتھہ عامہ خلایق کا یہ جوش عقیدت صرف انکی زندگی تک محدود نہ تھا۔ انکو وفات

گٹھیا کی بیماری مین چیمبرلین ہیم لنیمنٹ C. P. B. یعنے چیمبرلین صاحب کی دوا آورد کو ایک ہی دفعہ لگانیسے درد جاتا رہتا ہے۔ یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویہ انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملسکتی ہے۔

فرما جانیکے بعد بھی قائم رہتا تھا۔ بلکہ بعد وفات اور زیادہ نمایان ہوتا تھا۔ امام طاؤس تابعی کا جنازہ جب اُٹھایا گیا تو آدمیونکا اسقدر ہجوم تھا کہ جنازہ کسی طرح نہ نکل سکا۔ آخر حاکم وقت نے فوج بھیجی اور اسکے اہتمام سے جنازہ نکلا۔ خاندان نبوت کی عشیم و چراغ حضرت عبداللہ ابن حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہما جنازہ کو اُٹھائے ہوئے تھے۔ لوگون کی کشمکش سے انکا لباس پارہ پارہ ہوگیا امام الحرمین نے جب وفات پائی تمام شہر نیشاپور کے بازار انکے ماتم مین بند ہوگئے۔ اسیطرح جب امام ہوصلی کا انتقال ہوا تو اکثر بازار شہر کے بند کردیئے گئے امام ابوجعفر طبری کی قبر پر کئی مہینہ تک شب و روز نماز جنازہ پڑہی گئی۔ امام ابن ابی داؤد کے جنازہ کی نماز اسّی دفعہ ادا ہوئی۔ کل نمازیونکا تخمینہ کیا گیا تو تین لاکھ ہوا۔ ایسے باکمالونکی لائف کی فلاسفی یہہ نہیں۔ ؎

یاد داری کہ وقت زادنِ تو ہمہ خندان بدند و تو گریان
آنچنان زی کہ وقت مردنِ تو ہمہ گریان بوند و تو خندان

ملاحظہ فرمائیے اس ذوق و شوق کو اور مقابلہ کیجئے اپنی بدمزاقی اور خستہ حالی سے۔ کیا اچھا نقشہ کھینچا ہے مولانا حالی نے۔

بہائم کی اور ان کی حالت ہے یکسان کہ جس حال مین ہیں اسی مین ہیں شادان
نہ ذلت سے نفرت نہ عزت کا ارمان نہ دوزخ سے ترسان نہ جنت کی خواہان
لیا عقل و دین سے نہ کچھ کام اُنہون نے
کیا دین برحق کو بدنام اُنہون نے

وگرنہ ہماری رگون مین لہو مین۔ ہمارے ارادون مین اور جستجو مین
دلون مین زبانون مین اور گفتگو مین طبیعت مین فطرت مین عادت مین خو مین
نہین کوئی ذرہ نجابت کا باقی
اگر ہو کسی مین تو ہے اتفاقی

ہماری ہر اک بات مین سفلہ پن ہے کمینون سے بدتر ہمارا چلن ہے
لگا نام آبا کو ہم سے گہن ہے ہمارا قدم ننگ اہلِ وطن ہے
بزرگون کی توقیر کھوئی ہے ہمنے
عرب کی شرافت ڈبوئی ہے ہمنے

صاحبان! سب سے بڑا احسان جو اسلام نے بنی نوع انسان پر کیا وہ یہہ تھا کہ سب مسلمانون کو اخوت پوری طور پر سکھادی۔ اور سکھائی بھی ایسی کہ اخوت اسلامی ایک امر واقعہ قرار دیا گیا۔ بلکہ ضرب المثل ہوگئی۔ جہان احاطہ اسلام میں کوئی شخص داخل ہوا اسے وہی حقوق اور وہی اقتدار خواہ سوشیل ہو خواہ تمدنی حاصل ہوجاتا تھا اور بلا تمیز رنگ و قوم وہ اس سوسائیٹی کا ممبر ممبر خیال کیا جاتا تھا جسکی بنیاد شارع اسلام نے رکھی تھی۔ ایکدوسرے کی نصرت و راحت میں شریک ہونا بلکہ صرف اسی رشتۂ اخوۃ کی وجہ سے ایکدوسرے پر جان تک قربان کرنا انکا عام شیوہ تھا اور اتحاد قومی کو روزمرہ کا اصول معاشرہ سمجھتے تھے جس زمانہ میں اسلام میں علوم نے ترقی کی اور علمار اسلام نے مونشگافیونکا منہہ دیکھا اور جزئیات اور عقاید میں تفریق واقع ہونے لگی پھر بھی اختلاف عقائد کی وجہ سے وہ کسی اور مسلمان کے جو انکے خلاف عقیدہ رکھتا ہو ہرگز دشمن نہوجاتے تھے۔ عقیدہ کی اصول کو وہ ذاتی اصول سے سمجھتے تھے اور جہان اسلامی مصالح یا دینی مسئلہ معرض خطر میں ہوتا تھا سب کے سب ایک ہوجاتے اور کسی قسم کی تفریق یا امتیاز نہ ظاہر ہوتی تھی۔ طلب و تحقیق مسائل کیلئے ایکدوسری سے وہ اسطرح ملتے تھے جیسے کہ بھائی ہوتے ہیں اور خواہ کوئی خارجی ہو یا شیعہ۔ قدری ہو یا معتزلہ تحصیل علوم و استفتار معقولات میں ویسی ہی سرگرم اور طالب حق ہوتے تھے گویا کہ ہمخیال و ہم عقائد ہیں۔ امتیاز یا اختلاف نام کو نہ تھا۔ بھائی تھے اور بھائی بنکر رہتے تھے۔

امام مغیرہ تابعی عثمانی تھے اور حضرت خلیفہ چہارم پر گونہ معترض تاہم شعبہ اور ابوعوانہ وغیرہ جلیل الشان امامون نے حدیثین اُنسے روائت کی ہیں۔ عمر ابن مُرّہ تابعی کی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ وہ مرجیہ تھے۔ حالانکہ فرقہ مرجیہ کا یہہ سخت عقیدہ تھا کہ ایمان کی حالت میں کوئی معصیت مضر نہیں جیسے کفر میں طاعت مفید نہیں۔ پھر بھی ایک زبردست جماعت نے انکی توثیق کی ہے۔ ہشام قدری تھے۔ قدریونکا یہہ عقیدہ تھا کہ انسان اپنے افعال خیر و شر کا خالق قادر ہے۔ باوجود قدری ہونے کے انکے ثقہ ہونے میں کسی کو تامل نہیں۔ سعید بھی علیٰ ہذا القیاس قدری تھے حالانکہ دو مشہور عالی درجہ امامون یعنے حضرت یحییٰ اور نسائی نے انکی ثقہ ہونے کی بڑے زور سے شہادت دی ہے۔ حافظ ابونعیم فرماتے ہیں کہ اونہوں نے آٹھ سو شیوخ سے فن حدیث حاصل کیا مگر حسن ابن صالح سے افضل کسیکو نہیں پایا۔ حالانکہ حسن ابن صالح خارجی تھے۔ امام ابوسہل شیعہ تھے اور اسی جرم مین خلیفہ ہارون الرشید نے اونہیں قید کردیا تھا مگر انکے ثقہ ہونے پر سبکو اتفاق ہے۔ عبداللہ ابن موسیٰ سخت گئے شیعہ تھے۔ امام بخاری نے انسے بھی حدیثین روائت کی ہیں۔ حضرت یحییٰ فرماتے ہیں کہ اگر عبدالرزاق مرتد بھی ہوجائے تو بھی ہم اسکی روائت کردہ حدیث کو نہیں چھوڑینگے۔ نحو کے امام یعنی اخفش اور ایک مشہور شاعر یعنی ابن رومی کے درمیان چشمک ہوگئی۔ ابن رومی بہت ہی ضعیف الاعتقاد شخص تھا اور بدزبانی سے بہت ڈرتا تھا۔ اخفش بھی مذاق آدمی تھے چھیڑ چھاڑ اونہیں بہت بھاتی تھی۔ ہر روز علی الصباح شاعر صاحب کے دروازے پر کچھ منحوس کلمات کا ورد کردیتے۔ ابن رومی پر اسکا سخت اثر پڑتا تھا۔ دہم کے مارے تمام دن گھر سے باہر نہ نکلتا۔ عاجز تنگ آگیا۔ آخر کب تک برداشت کرے۔ اپنا قدیمی وسیلہ استعمال کیا اور ایک بڑے دھڑلے کی ہجو لکھی۔ چونکہ دل جلا ہوا تھا اشعار بھی وہ زبان سے نکلے جو اور دونکو جلادین۔ کلام بڑے پایہ کا تھا۔ اخفش نے جسوقت اپنی ہجو کے اشعار سنے پہلے تو گھبرائے۔ مگر بندش کی خوبی اور کلام کی روانی کے باعث ان اشعار کو حفظ کرلیا اور مجالس املا میں جہاں اور استادون کے اشعار سنداً بیان کیا کرتا تھا وہان ابن رومی کی ہجو کے اشعار کو بھی موقع بموقع پیش کردیا کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ خیر ابن رومی نے اس گمنام کو بھی یاد فرمایا۔ نحو کا امام یزیدی ایک روز امام ادب خلیل بصری سے ملنے گیا۔ خلیل اسوقت ایک گدی پر متمکن تھے۔ یزید کو آتا دیکھکر ایکطرف کو ہو بیٹھے۔ یزید نے بیٹھکر کہا کہ مین خیال کرتا ہون کہ میری وجہ سے آپ تکلیف سی بیٹھے ہیں۔ یہہ سنکر اس ادیب نے نظیر دیتے کہا کہ دو دوستون کے لئے کوئی جگہ تنگ نہیں اور دو دشمنون کے لئے ساری جہان مین بھی وسعت نہیں۔ حضرات! ان واقعات کو دیکھکر ہم یہہ سوال کرتے ہین کہ آیا عقائد کا اختلاف ایک ایسی حد فاصل خیال کیا جاتا تھا جو ایک کو دوسری کی صورت سے بیزار۔ اس کی خوبیونکا منکر اور ساتھ ہی ایمان مین خلل انداز سمجھتے والا بنادی۔ یا انکو عقیدہ کے سوال کو بالائے طاق رکھکر انکو ثقہ و صالح جانتے۔ ایسے احادیث روایت کرتے اور انکے علم و فضل کے حاضر و غائب عقیدتمند رہتے تھے۔ مذہبی جھگڑون یا دینی نزاعون کو وہ کیسا خیال فرماتے تھے۔ آیا انکو تمام اصول دین اور ارکان مذہب سے زیادہ مہتم بالشان اور لائق اہتمام سمجھتے تھے یا اونکو نفرت کی نظر سے ملاحظہ فرماتے اور بربادی و تباہی کا ایک ذریعہ تصور کرتے تھے جسمالتیمس کہ ابوالفتح کمال الدین شافعی کے پاس یہود ا۔ اور نصارا توراۃ اور انجیل پڑھنے آتے تھے۔ فقیہ ممدوح نے ان کے ماننے والوں کے لئے ان دو نو کتابوں کی شرح لکھی تھی۔

امین الدولہ جو عیسائی طبیب تھا جب فوت ہوگیا تو شہر بغداد کے دونوں حصوں میں کوئی قابل ذکر شخص ایسا نہ تھا جو اسکی جنازہ کے ساتھ گرجے میں نہ آیا ہو۔ تو علمار مخالف العقیدہ خواہ قدری تھے خواہ خارجی مرجیہ تھے یا شیعہ۔ رافضی تھے یا عیسائی مگر جب آنکو ثقہ حجت۔ صاحب سنت اور افضل پایا تو انکو ایسا ہی کہا اور ایسا ہی مانا۔

صاحبان! حالات اس زمانہ کے ہیں جسے اسلامی ہسٹری میں اولین و متوسطین کا زمانہ کہتے ہین متاخرین میں بھی نفس پروری کا یہہ حال نہ تھا جو شومئی اعمال سے ہمین نصیب ہوا ہے۔ جہلا اگر کسی فعل بد کے مرتکب ہوں تو اسپر زیادہ افسوس نہیں ہوتا اور اگر خدانخواستہ وہ اصحاب جنہین فضیلت کا دعوے ہو اور جو کسی قوم کے لیڈر ہونے کا دم بھرین۔ اگر انسے وہ افعال سرزد ہوں جو اس پاک اصول کی صریح خلاف ہوں جسے اخوت اسلام کہتے ہیں تو سخت افسوس کا مقام ہوگا۔ میں اس وقت نہایت آزادی سے اس امر کا اظہار کرتا ہون کہ ہماری تقدیر کی برگشتگی اور قومی انحطاط کا اس سے بڑھکر اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ اسوقت بھی باوجودیکہ سخت سے سخت صدمات اوٹھانے پڑے ہیں۔ ہماری قومی لیڈرون میں ابھی وہی خصلت و عادت باقی ہے جسے خصلت جنگجوئی کہتے ہیں اور جسکا میں نے استداوا یکچر میں ذکر کیا تھا۔ میں سچ عرض کرتا ہون کہ جسوقت مجھے پشاور میں یہہ اطلاع پونچی تھی کہ انجمن اسلامیہ پنجاب اور نمایندہ والون میں شکر رنجی کے آثار نمودار ہونے لگے ہیں تو مجھے سخت رنج ہوا۔ اور رنج کا باعث یہہ تھا۔ کہ

مسلمانوں نے باوجود اس تباہی کے بھی جو انکی اس کوتاہ اندیشی اور بات بات پر لڑنے سے ظاہر ہو رہی ہے دو اسلامی مجالس کی لڑائی کا تماشا پھر پبلک کو دیکھنا نصیب ہوگا۔ اور لڑنے والے بھی وہ ہونگے جنمیں سے ایک فریق کو اسوقت مسند نبوی پر بیٹھنے والوں کے تیار کرنے کا محض فی دعویٰ ہے اور دوسرا فریق مغربی تہذیب و خیالات کا بڑا بھاری مدعی ہے۔ نہایت **عبرت کا مقام** ہوگا جسوقت مدعی مسلمانوں کا لیڈر۔ مدعا علیہ مولویوں کا نام لیوا رشئ متنازعہ خانۂ خدا۔ اور منصف رای بہادر **الف مل یا بے سنگھ**۔

ازبس **شرم اور افسوس** کا مقام ہے کہ مسلمانوں کا تدبر اور صلاحیت عامہ کی خصلت اسنے اب بھی کوسوں دور ہے اور صرف اس خیال پر کہ ایک فرد واحد کے ذاتی خیالات یا طبعی میلان کسی اور قسم کا ہے مگر اسکے ذاتی خیالات کی وجہ سے جسکا وہ بنات خود ذمہ دار ہو اسکی تمام سوسائیٹی کا جسکا وہ ممبر ہو دشمن ہو جانا نہایت تنگ خیالی پر دلالت کرتا ہے۔ اور نہایت قابل افسوس بلکہ لائق صد افسوس وہ شخص ہے خواہ وہ کوئی ہو جو ایک معزز سوسائٹی کا رکن ہو کر اسکی اصولوں کو توڑے اور کسی ایسی حرکت کا مرتکب ہو جسکو اراکین سوسائیٹی متفق ہو کر ننگ و عار سمجھیں ہاں وہ شخص قابل افسوس ہے۔ کیونکہ تمام خانہ جنگیوں کا گناہ اوسی کی گردن پر ہے۔ اور اسنے بڑھکر وہ پلیٹ پر پیچر اور لکچر ہیں جو بجائے اس آگ کو بجھانے کے اسپر تیل ڈالیں۔ کیا ہم میں اب بھی یہہ بات موجود ہے۔

ہمارا یہہ حق تھا کہ سب یار ہوتے ۔ زمانہ میں یاروں کے غمخوار ہوتے
سب ایک اک کے باہم مددگار ہوتے غریبوں کے غم میں دل افگار ہوتے
جب الفت میں یوں ہوتے ثابت قدم ہم
تو کہہ سکتے اپنے کو خیر الامم ہم
اگر بھولتے ہم نہ قول نبیؐ کو کہ ہیں سب مسلمان باہم برادر
برادر ہے جب تک برادر کا یاور معین اسکا ہے خود خداوند داور
تو آتی نہ بیڑے پہ اپنے تباہی
فقیری میں بھی کرتے ہم بادشاہی

صاحبان! جس خصلت کی وجہ سے یہہ دردانگیز حالات واقع ہوئے ہیں اسکا دفعیہ اگر چند روز اور نہوتا تو مرض مطلق لاعلاج ہو جائیگا۔ اسکا اندفاع اوسی حالت میں ہو سکتا ہے جب اس کام کے لئے ایک ممتاز انسٹیٹوشن کمر بستہ ہو جائے۔ کیونکہ ایسے بہاری معاملات قومی میں شخصی محنتیں ایسی نتیجہ خیز نہیں ہوتیں جیسی کہ اجتماعی کوششیں ہوا کرتی ہیں۔ ایسی حالت میں یہہ ضروری ہے کہ ان اشخاص کی سرپرستی کے لئے ایک ایسی کمیٹی یا انجمن ہو جسکا فرض ہی یہو کہ ہمیشہ ان اسباب کے مہیا کرنے میں ساعی رہے جسکا مآل اور مدعا ہی یہ ہو کہ قومی فلاح و صلاح کا دور دورہ ہو جائے۔ جو انجمن ان لوگوں کے جمع کرنے میں ساعی ہو جو ان عیوب کو برملا کہنے پر آمادہ ہوں اور جس انجمن میں اسبات کا خاص اہتمام کیا گیا ہو کہ تعصبات مذہبی کا اثر ایسا نہ ہو جو قومی کاموں کا مانع ہو۔ مسلمانوں کے لئے اس امر کا انتظام اشد ضروری ہے کہ اپنے ان نونہالوں کی خاص حفاظت کریں اور انکے دلوں کو اُن زہر آلود اثروں سے بچائیں جو بعد میں سم قاتل کا کام کرتے ہیں۔ جہاں ہم اونہیں دنیاوی اور دینی علوم کی تعلیم دیں وہاں ہم اونہیں یگانگت اخوت۔ صلاحیت اور محبت اور الفت کا بھی سبق دیں۔ اور سبق دینے والے بھی ایسی ہوں جنہیں ہیہو وہ جھگڑوں اور زلے بنیاد توہمات سے مطلق سروکار نہ ہو بلکہ اپنی جانیں اسی بات پر لڑا دیں کہ مسلمانوں کی بچے بچے مسلمان ہوں۔

میں نے کسی زمانہ میں انجمن حمایت اسلام لاہور کے حقمیں یہہ رائے قایم کی تہی۔

بھلا انجمن کا یہہ احسان کم ہے؟
کہ بگڑے بنائے مسلمان ہمارے

میں ابھی تک اسی رائے پر قائم ہوں اور اسی کو انجمن موصوف کی جانکاہ مختنوں کا مبداء و مآل سمجھتا ہوں۔ ایسی مآل کو قایم رکھنا ضروریات اسلامی میں سے ہے اور ضروریات اسلامی کی ترقی ہر مسلمان پر فرض ہے۔ مسلمانوں کی بے اعتنائی کا دفتر ایسا بے پایان ہے کہ اسکا اعادہ کرنا محض تحصیل حاصل ہے۔ سولہ برس تو اس انجمن کو بھی واویلا مچاتے ہو گئے ہیں مگر اثرے ندارد۔ سنہ ۸۷ء سے اس خواب غفلت سے بیدار کرنے کی کوشش ہو رہی ہے مگر خبرے ندارد۔

خدا جانے کہ کب تک یہی حالت رہیگی اور کب تک ہمیں ان صدمات کا اوٹھانا نصیب ہوگا۔ جو دلِ دردمند کے لئے پیام اجل ہو رہی ہیں۔ ہماری تو چلاتے چلاتے گلے بیٹھ گئے اور اب ہماری بے سود کوشش زبان حال سے کہہ رہی ہے ؎

نہیں ہوتی بندہ سے طاعت زیادہ
بس اب خانہ آباد دولت زیادہ۔

ہائے ہمیں کیا ہو گیا؟

۱۵۔ اور ۲۳ فروری کا کرزن گزٹ جسمیں ہمارے قومی مصلح اور قومی لکچرار کے عنوان سے دو مضمون ہیں اسوقت میرے سامنے ہے اور ۲۳ کا اجنار چودھویں صدی بھی جس میں اُن مضمونوں کے متعلق کچھ لکھا ہی موجود ہے۔ کرزن گزٹ کی کل تحریر کا منشا یہ معلوم ہوتا ہے کہ نواب محسن الملک نواب عماد الملک مدرسۃ العلوم ٹرسٹی۔ کانفرنس کے سب قابل شکایت ہیں۔ چودھویں صدی حتی الوسع بچاؤ کرنا چاہتا ہے۔ یہ کہنا کہ کالج یا اوسکے مربی اور کارکن بالکل غلطیوں سے پاک ہیں۔ حد درجہ بشری سے تجاوز کرنا ہی ساتھ ہی اسکے محض غلطیاں ہی مشتہر کرنا اور تصویر کے دونوں پہلو نہ دکھانا بھی سچی ہمدردی سے بعید معلوم ہوتا ہے۔ علیگڈھ کالج کی حیثیت صرف ایک سنٹرل قومی درسگاہ کی ہی اوسکی جس پہلو پر بحث کیجائے وہ صرف قومی نظر سے کیجا سکتی ہے۔ بیطراح اوسکے متعلقین بھی صرف باعتبار خدمات قومی یا عدم خدمات قومی قوم سے تحسین یا شکایت کے مستحق ہو سکتے ہیں۔ اور کرزن گزٹ کی تحریروں سے یہہ نہیں مترشح ہوتا کہ قومی ضرورتوں کا پورا اندازہ کر کے کالج اور اسکے متعلقین پر صحیح قومی اعتبار سے بحث کیگئی ہے۔ مجھے نہیں معلوم کہ معزز کرزن گزٹ نے کبھی اس قومی درسگاہ اور اسکے حامیوں کی قومی خدمات بھی پبلک کے سامنے پیش کی ہیں یا نہیں۔ اگر ایسا کیا ہی تو وہ بڑی شکوہ کا مستحق ہے۔ مگر افسوس ہی کہ ان دو تحریروں میں تو شکایت ہی شکایت بھری ہوئی ہے جسکو پڑھکر وہ شخص جو علیگڈھ کالج اور نواب محسن الملک اور نواب عماد الملک سے واقف نہو قطعاً اون سے بیزار نہیں تو بدظن ہو جائے۔ میں صرف یہ بات ہمدردان قوم کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اسوقت قومی ضرورتوں کے اعتبار سے ہمیں قومی کاموں کی طرف لوگوں کو مائل کرنیکی ضرورت ہی یا انہیں متنفر اور بدظن کرنیکی؟ دوستو اخدا سے ڈرو اور امت محمدیہ کو ان پانچ چھ کروڑ افراد پر رحم کرو۔ جو اصول قومی فائدوں کے مسلّم ہو چکی ہیں اور جو جماعتیں اون اصولوں کے موافق اون بیکسوں کی اصلاح کیطرف متوجہ ہیں اگر انکی موافقت نہیں ہو سکتی تو برائے خدا مخالفت ہی نہ کرو۔ یہ تو سب جانتے ہیں کہ قوم کا عالمگیر تنزل ہے۔ عمر زید سے بدتر ہے اور زید عمر سے بدتر۔ مگر یہ تو سوچو کہ قوم کا برا یا بھلا جو کچھ کام نکل سکتا ہی وہ پہرا نہی عمر زید سے نکل سکتا ہے ایک گری ہوئی قوم کے ممبر ہونیکی حیثیت سے ہر ایک کو پاس نا قص ہونیکا خداداد سرٹیفکیٹ پہلے ہی سے موجود ہے مزید نکتہ چینی محض تحصیل حاصل ہے اگر خدا نے کسی میں ایسی اعلیٰ قابلیت دی ہی کہ وہ بمقابلہ اور کارکنان اور خادمان قوم کے اپنے یقین میں کم ناقص ہے تو اسکا فرض ہی کہ اپنے خالص فیض سے قوم کو بہرہ مند کرے یہ وقت صرف کچھ کر گزرنیکا ہے اور ہر اہل دل اہل ایمان اور اہل استطاعت پر فرض ہے کہ قومی نکبت کو کم کرنیکے لئے خلوص کیساتھ کچھ نہ کچھ کر گزرے غلطیاں بھی ہونگی اور بعض اوقات نقصان بھی پہنچ جائیگا مگر فائدہ کا پلہ ضرور انشاء اللہ بھاری رہیگا۔ قوم کے لیڈر قوم کے سرپرست قوم کے حامی و مربی جو بڑے بڑے شاندار الفاظ ہیں بالکل بھول جانے چاہئیں۔ نہ قوم ہی نہ کوئی لیڈر نہ کوئی سرپرست ہے نہ حامی۔ اگر کہیں خدا ترس قوم کی مصیبت سے غمناک دل انتہا خون کے آنسو روتا ہوا قوم کا کوئی کام کر رہا ہے تو تم ابتدا اسکے چٹکیاں نہ لو اسکی لیڈری کہکر طعنہ نہ دو۔ سرپرست سمجھکر نکتہ چینی نہ کرو حامی قرار دیکر ملامت نہ کرو دائمی غریب کو خادم سمجھکر اسکی غلطیوں سے درگذر کرو۔ اور قوم کا کام چلنے دو۔ علیگڈھ کالج اور سرسید کے وقت سے لگا کر آجتک کالج کے جملہ خدام نے جو خدمات قوم کی کی ہیں اون سے کون چشم پوشی کر سکتا ہی اور کوئی کہہ سکتا ہی کہ یہ سب شکریہ کے مستحق نہیں ہیں۔ انگریزی علی تعلیم اصلاح تمدن بیجا تعصبات کا ترک مستعدی جوانمردی اور سچی وفاداری یہ وہ باتیں تہیں جنسے مسلمان ہندوستان میں عزت کیساتھ رہ سکتے تھے علیگڈھ کالج اور اسکے خادموں نے اب تک یہی تو کیا ہی ورنہ امید تہی کہ

چیمبرلین کا لاک کا لڑائیدڈاہیا ریڈی C.C.C. & D. Remedy یعنے چیمبرلین صاحب کی دوائی
قولنج و ہیضہ و ہیضہ وبا ان امراض کیلئے اکیر کا حکم رکھتی ہی حکمی شرطیہ شفا بخشتی ہی ہمیشہ ہر بہر وسہ کر سکتے ہیں۔ معدہ کی تکلیف سوہضمی وغیرہ وغیرہ سے فوراً نجات چاہتے ہو تو جب ضرورت ہو اسکا استعمال کرو۔ یہ دوا شیخ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہائے ازار امرتسر میں ملیگی۔

مسلمان آج اوس حالت مین ہنو تی جسمین ہین۔

قومی ضرورتون کی پورا کرنیکے لئے علیگڈھ کالج۔ کانفرنس انجمن حمایت اسلام لاہور۔ ندوۃ العلما حتی المقدور کوشش کر رہے ہین ہر شخص نہ اونکی کوششون سے بالتفصیل واقف ہوسکتا ہی اور نہ ہر شخص کو نکتہ چینی کرنیکا مجاز ہی۔ کیونکہ قوم کی اس ہل ورکشمکش کیحالت مین بالکل ممکن ہی کہ سطحی نکتہ چینی سے بجائے فائدہ کے نقصان زیادہ ہوجائے یہ تو وہ وقت ہی کہ ہر اہل قلم و زبان نہایت عاجزانہ اپیل مسلمانون کے قلب سے کرے کہ وہ اپنی اصلاح کیطرف متوجہ ہون اور اصلاح کے ان جمعے جائے مرکز دنکو مدد دین۔ وہ لوگ بھی جو ان جماعتون کے بہی خواہ ہین غالبًا سچی نکتہ چینی کے مضامین لکھ سکتے ہین مگر نتیجہ کیا ہوگا کہ جن جن مسلمانون کی نظر سے ایسے مضامین گزرینگے وہ ان قومی کامون سے متوحش ہوجائینگے اگر وہ پہلے سے انکی خوبیون سے اچھی طرح واقف نہونگے۔ قومی خدمات کا سرانجام دینا بااعتبار حالت موجودہ زیادہ تر اسمین ہے کہ مسلمانونکو انکی اصلاح کیطرف مائل کرے اور قومی سنٹرل جماعتون کو مدد پہنچائے ایک اور بات خیال مین رکھنی چاہئے کہ ہم مین ایثار اور نفس کشی بہت کم ہے۔ اگر مساعدت وقت سے کوئی شخص قومی کام انجام دے رہی ہین اور لوگ لگی اُلٹی سیدہی نکتہ چینیان کرنے تو پہلی بات جو ہمین سوجھتی ہے وہ یہ ہی کہ اس کام کو خیرباد کہو پھر ہم ہی مین سے دس بیس کہتے ہین کہ حضرت جانے ہی دیجئے۔ آپنے بہی اچھا خیال کیا۔ جناب والا بے عیب ذات خدا کی ہے اور قوم کی موجودہ حالت مین کوئی فرشتہ تو ملنے ہی سے رہا یہی گنے چنے پانچ آدمی ہیر چاہے نکتہ چینیان کرکے اُن کی ہمتین پست کردو اور انہین اور بددل کرڈالو اور چاہے سعادتمندانہ داد اور مدد سے انہین اور زیادہ اپنے کام کا بنالو ان احسنتم احسنتم لانفسکم وان اسأتم فلها مزز کرزن گزٹ ایک غلط پاخانہ نیجانیکو تو طشت از بام کرتا ہی مگر یہ جو صحیح مسجد صحیح سڑیچی ہال صحیح کالج موجود ہے اور جسمین سے ہزارون صحیح الدماغ صحیح القلب صحیح الایمان طالب علم نکلتے ہین اونکو قوم کے سامنے سنہرے حرفون مین پیش نہین کرتا۔ ؎ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔ علیگڈھ کالج مین وظیفہ دینے کے انتظام نینی پور مین طرز کے بورڈنگ ہوس۔ ٹرسٹیونکی عدم توجہی موجودہ یونیورسٹی کیلئے موجودہ منتظمونکی عدم قابلیت وغیرہ وغیرہ پر نکتہ چینی کیگئی ہے کانفرنس کی نسبت یہ دکہایا گیا ہے کہ بعض اوقات مسلمانونکے عقاید پر حملہ کیا گیا ہے ہر چند یہ اور اور ایسے سب اعتراض نہایت نیک نیتی سے کئے گئے مگر کم از کم ایک ایسا شخص جو علیگڈھ کالج کا طالبعلم رہا ہو۔ جو وہان وظیفہ پایا ہو۔ بورڈنگ کی لائف سے واقف ہو۔ ٹرسٹیونکی رفاقت سے فیضیاب ہوا ہو منتظمونکی لیاقت وقابلیت سے واقف ہو اور کانفرنسونکے اجلاس مین شریک رہا ہو ضرور کہہ سکتا ہی کہ ہر اعتراض مین ذرا سی واقفیت از حالات و واقعات ضرور شامل ہے اور جبتک نکتہ چینی مین نگاہ وہ کتنی ہی نیک نیتی سے کیون نہو عدم واقفیت کی آمیزش ہے ضرور وہ ایک معمولی خبار خوان پر یہ اثر پیدا کرے گی اور نتیجہ وہی قوم کا نقصان۔ نظر برآن نہایت ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جو اعتراضات پیدا ہون پہلے وہ کالج کے منتظمون سے دریافت کئے جائین یقین ہی کہ وہ لوگ صاف بتادینگے۔ پھر اگر قومی بہبودی کیلئے مناسب معلوم ہو تو سوال و جواب دونون پبلک کے سامنے پیش کردیئے جاوین علیگڈھ کالج کے کامونکے لئے مختلف کمیٹیان ہین ہم تجویز کرتے ہین کہ ایک کمیٹی جواب دہندہ اعتراضات بھی مقرر ہو۔

راقم احقر العباد محمد سراج الحسن۔ از نینی تال

سفرنامہ ابن بطوطہ جلد اوّل

ابن بطوطہ اسلامی سیاحون مین بہت بڑا مستند اور معتبر سیاح گذرا ہے۔ ایسے زمانہ مین جبکہ وسائل سفر اسقدر آسان نہ تھے جیسے آجکل ہین ابن فاضل سیاح کا تمام بلاد مشرقیہ مین سفر کرنا اسکے علو ہمت کی بین دلیل ہی۔ ابن جلد مین جو دوسری جلدون سے زیادہ ضخیم ہے ہندوستان و چین کے علاوہ تمام روے زمین کے حالات بہی مندرج ہین جنکے ملاحظہ سے ناظرین کو معلوم ہوگا کہ اُس بگڑی ہوئی حالت مین بہی جبکہ خلافت عباسیہ کا زوال ہوچکا تہا اور جہالت و شوکت دارالاسلام بغداد سے بالکل نیست و نابود ہوچکی تہی روے زمین پر کیسے کیسے اولوالعزم صاحب جوہر بادشاہ امرا اور وزرا ہوگذرے ہین جنکے حالات دیکھکر حیرت پر حیرت ہوتی ہی اور انکی بذل و کرم اور رعیت پروری کی داستانین پڑہکر تعجب پر تعجب آتا ہی۔ غرضکہ کتاب عبرت و بصیرت کا خزینہ ہی جسکی ملاحظہ سے قوموں کے انقلاب کا فوٹو قوموں کے عروج و زوال کا نقشہ اور تقرمن تشاء و تزل من تشاء کا جلوہ آنکھون کے سامنے پھر جاتا ہی ترجمہ بالکل اصل عربی کتاب کے مطابق ہے قیمت فی جلد عہ علاوہ خرچ ڈاک مینیجر اخبار وکیل امرتسر سے طلب کرو۔

ہندوستان کی خبرین

ہندوستان کی کل آبادی ۲۹ کروڑ ۲۴ لاکھ ۴۴ ہزار ۲۰۲ پائی گئی ہی بمقابلہ ۲۸ کروڑ ۳۷ لاکھ ۴۸ ہزار ۱۰۲ جو ۱۸۹۱ء میں تہی یعنی ۲ ۴/۲ فیصدی کا اضافہ ہے لیکن اگر ان علاقون کو حساب سے خارج کردین مثلاً بلوچستان سکم اور برہما کی پہاڑی ریاستین جو پہلی دفعہ شامل کیگئی ہین تو اضافہ صرف ۹ ۱/۲ فیصدی رہ جاتا ہی حالانکہ ۱۸۹۱ء میں ۱۲ ۱/۲ فیصدی کا اضافہ تہا آبادی نہ بڑہنے کی وجہ قحط اور طاعون کے سوا اور کیا ہوسکتی ہی دس سال مین مسٹن انڈیا کی آبادی ۴ ۴/۴ فیصدی کے حساب سے بڑہی ہی اور دیسی ریاستونکی ۴ ۳/۴ فیصدی گھٹ گئی ہی برٹش انڈیا کی کل آبادی ۲۳۱۰۸۵۱۳۲ ہے اور ریاستونکی ۶۳۱۸۱۵۶۹ ؛

الہ آباد یونیورسٹی میں ۱۶ سالہ عمر کی قید جو امیدواران انٹرنس امتحان کے لئے لگائی گئی تہی اس میں یہ تبدیلی ہوئی ہی کہ طلبا چاہے جس عمر میں شامل امتحان مذکور ہون کرلئے جایا کرینگے مگر انہین کالج مین داخل ہونیکی اجازت نہ ہوگی تاوقتیکہ پوری ۱۶ سالہ عمر کے نہ ہوجائین۔ یہ بات ابہی تک معلوم نہین ہوئی ہی کہ آیا گورنمنٹ بہی اس تبدیلی کو منظور کریگی یا نہین ؟ اور بصورت منظوری اسکا نفاذ و عمل مرآمد کب سے ہوگا۔ پنجاب یونیورسٹی کی سنڈیکیٹ نے عمر کی قید قایم کرنے کی تجویز نامنظور کی ؛

راجہ صاحب جینڈ نے پچاس ہزار روپیہ قحط فنڈ مین دیا ؛

محسود وزیری اب اور بہی مستعدی سے جرمانہ ادا کر رہے ہین ابتوقت تک ۳۸ ہزار ۴ سو روپیہ گورنمنٹ کو پہنچ چکا ہے

لاہور کے یادگاری جلسہ مین ۴ ہزار چندہ لکہا گیا ہی۔ دہلی مین بہی ایک جلسہ بصدارت صاحب کمشنر منعقد ہوا جس مین ۳۶ ہزار جمع ہوا ؛

ضلع گورداسپور کو ایک اور گاؤن یعنی کلان مین بہی طاعون پہوٹا جسکی آبادی ۶۴۴ ہی اور اسکے پاس کا موضع چاندوال بہی جسکی آبادی صرف ۱۷۲ ہی طاعون آلودہ ہوگیا ہے۔ موضع بھینیان گوجران اب تک باہر پاک ہوگیا ہی جالندہر کے ضلع مین دو اور گاؤن مین بہی طاعون پہونچ گئی ہے یعنی سال خوردہ جسکی آبادی ۸۰ ہے اور جو ۱۸۹۱ء مین دو بارہ تہا اور باکھلور جسکی آبادی ۲۰۷ ہی۔ سنکھترہ ضلع سیالکوٹ (آبادی ۲۶۸۲) مین طاعون مین درآمد طلا کی کثرت سے کسی وقت گورنمنٹ کو تشویش پیدا ہوچلی تہی مگر اب وہ درآمد بسبدل ہوگئی ہی چنانچہ جنوری مین قریبًا پانچ لاکھ روپیہ کا سونا اس ملک سے باہر کو زیادہ گیا بہ نسبت اس کے جو دیگر ممالک سے یہان آیا ؛

کوہستان نینی تال پر ماہ حال کی صبح کو اس زور کی برف باری ہوئی کہ امسال سارے جاڑون مین کبہی اتنی نہ ہوئی تہی۔ اسی روز شام کو نہایت تندی سے طوفان باد و باران آیا جس نے بڑا بھاری نقصان کیا وادی دریاے گنگ کو الہ آباد سے نیچے کیطرف تمام صاف کرتا چلا گیا ؛

الہ آباد یونیورسٹی کا امتحان ایل ایل بی آیندہ ماہ نومبر مین نہین بلکہ دیگر امتحانات ڈگری کیطرح ہوا کریگا ؛

مسٹر ڈنبری صاحب ڈپٹی کمشنر پشاور اپنے عہدہ کے فرایض سے سبکدوش کئے گئے اور "حدید سرحدی صوبہ کی پنجاب سے علیحدگی" کے کام پر لگائے جائینگے۔ لفٹنٹ کرنیل ڈین صاحب بہادر جو صوبہ مذکور کے ایجنٹ گورنر جنرل منتخب ہوئے ہین آجکل لاہور مین ہین اور چارج دینے کا بندوبست کر رہے ہین ؛

لیڈی کرزن صاحبہ کے فنڈ متعلقہ وکٹوریہ سکالرشپس کی تیسری فہرست شایع ہوگئی اسے شامل کرکے فنڈ مذکور کی میزان کل ۲ لاکھ ۵۵ ہزار روپیہ تک پہونچی ہی۔ عطیات موصولہ حال تفصیل ذیل ہین:۔ بیگم صاحبہ بھوپال کے ایکہزار روپے۔ مہاراناو مہارانی صاحبہ اودیپور کے ۵۰۰۰ ہزار۔ حاجی محمد یوسف اسمٰعیل کے ۱۰ ہزار روپے۔ مہاراجہ سر جوتندر موہن ٹگور کے دو ہزار۔ لیڈی نارتھکوٹ صاحبہ۔ سرپور پامر صاحب اور آنریبل مسٹر ایلے صاحب مین سے ہر ایک کے پانچ پانچسو روپے ؛

حضور وائسرائی ۲۷ مارچ کو بوقت ۱/۲ ۱۰ بجے شب کے کلکتہ سے روانہ ہونگے اور بیچ مین نینی تال کے سیر و شکار سے فراغت پاتے ہوئے اختتام ماہ اپریل تک شملہ پہونچینگے

ہندوستان مین ۱۲ ہزار آدمی اب بہی قحط کی امداد پاتے ہین یعنی ہفتہ گزشتہ کی نسبت صرف ۲ ہزار کی کمی ہوئی ہے

ڈیرہ غازیخان مین ریاے سندھ کی روک تھام کے کام پر جو مزدور لگے ہوئے ہین ان مین ایک طاعونی موت ہوئی ہے

ضلع سیالکوٹ میں طاعون بدستور نہایت تیزی سے پھیل رہی ہے۔ بسرانام ایک اور گاؤں میں بھی جا پہونچا جسکی آبادی ۵۲۱ ہے۔ ضلع جالندھر کے بھی دو اور گاؤں اس وبا میں مبتلا ہوگئی ہیں۔ بسرا جسکی آبادی ۲۹ ہے اور جگت پور جسکی ۲۰۷ ہے +

پنجاب میں پچھلا مہینہ بادل گھرے رہنے کی وجہ سے گندم کے کھیتوں میں مورچہ پیدا ہوگیا۔ اس سے جو نقصان ہونا ممکن ہے اسکا تو ابھی سے اندازہ کرنا مشکل ہے مگر قائمقام صاحب ڈائرکٹر بہادر محکمہ زراعت کا یہ ریمارک نہایت مسرت بخش ہے کہ "پھر بھی گندم کی فصل ایکے ایسی بھرپور ہوگی جسکی نظیر پنجاب کی سابقہ فصلوں میں نہ ملیگی۔ ابتک تو صوبہ ہذا کو مصیبت ہی بھگتنی پڑی ہے لیکن اب یقین ہے کہ اسکے دن پھر نیگے اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگا"۔ بشرطیکہ غلہ باہر کو نہ ڈھلگیا۔ اور آئندہ کسی آفت سماوی سے محفوظ رہا +

ڈیرہ دون کا ضلع ۸۵ سال سے برٹش گورنمنٹ کے زیر فرمان ہے۔ اس عرصہ میں اسکی خوشحالی نہایت معقول ترقی کر گئی ہے چنانچہ جہاں ۱۸۱۷ء میں اسکی آبادی صرف ۱۰ ہزار ہی تھی وہاں حال کی مردشماری کے بموجب ایک لاکھ ۵ ہزار ۴۰۰ ہوگئی ہے +

کلکتہ کے بشپ صاحب سخت شدید میں مبتلا ہیں۔ ۱۰ ہفتے کی رخصت پر ولایت جاتے ہیں +

ہندوستان کے لئے دو ہوسٹر تو پخانوں کا قرار واقعی طور پر وعدہ کیا گیا ہے اختتام سال رواں سے پہلے پہلے

بنگال کونسل کا ایک اجلاس ۲۰ مارچ کو ہونے والا ہے +

پٹنہ خاص میں تو وبائے طاعون کم ہو چلی ہے مگر مفصلات میں ترقی پر ہے +

مدراس میں "ویمنز وکٹوریہ میموریل" (یعنی قیصرہ کی یادگار منجانب عورات) کی جنرل کمیٹی کا پہلا جلسہ ۵ مارچ کو گورنمنٹ ہوس میں بصدارت مسز آرنڈل منعقد ہوا جس میں کثیر التعداد یورپین اور دیسی لیڈیاں شریک تھیں۔ لیڈی ایمپتھل صاحبہ کی یہ تجویز بالاتفاق پاس ہوئی کہ وکٹوریہ ہسپتال کی مالی حالت مستحکم کیجائے جو اسوقت ڈفرن فنڈ سے چلتا ہے۔ یہ بھی امید ظاہر کیگئی ہے کہ اس سکیم میں لیڈی روشین نرسوں کی تعلیم بھی شامل ہوگی جو مفصلات میں طبی خدمات انجام دینگی! اور شفاخانہ مذکور میں بھی مدسی مریضوں کے لئے بستری بھی مہیا کئے جائینگے۔ ایک زبردست کارکن کمیٹی اس جلسہ میں قایم کیگئی ہے +

دہلی میونسپلٹی میں گاڑیوں پر ٹیکس لگانے کی ہز آنریبل لفٹنٹ گورنر بہادر کیطرف سے منظوری ہوگئی ہے +

مسٹر ڈبلیو لی مارچنٹ صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس گورداسپور مچھلی کا شکار کھیلتے ہوئے یکایک انتقال کر گئے +

ضلع گورداسپور و سیالکوٹ کے طاعون زدہ رقبہ میں تین گاؤں اور مبتلا وبا ہوئے۔ چار گل جسکی آبادی ۲۳۳ ہے جنگل جو ۳۲۴ آدمی کی بستی ہے اور رتنال نام ایک اور موضع بہت ہی چھوٹا سا ضلع جالندھر میں بھی ایک اور گاؤں کھٹکڑ خورد مبتلائے طاعون ہوا جسکی آبادی ۳۷۷ ہے +

صوبۂ پنجاب کی طاعونی رپورٹ بابت ہفتہ مختتمہ ۱۲ مارچ سے معلوم ہوا کہ وبا علی العموم تمام مقامات میں ترقی پر ہے اور بالخصوص تحصیل ظفروال ضلع سیالکوٹ میں تو اسکا بہت ہی زور ہے جسکا واردات و اموات کا شمار دو چند تک پہونچ گیا ہے چنانچہ پچھلے ہفتہ تو چار گاؤں میں ۲۸ واردائیں اور ۱۶ موتیں ہی ہوئی تھیں مگر اس ہفتہ میں طاعون زدہ دیہات چار کی جگہ سات ہوگئے اور شمار واردات و اموات علی الترتیب ۱۹۰ اور ۳۳ تک پہونچا۔ دیگر مقامات میں وبا کا کچھ ایسا بہت زور نہیں ہے +

صوبجات مغربی و شمالی اودھ کی محکمۂ زراعت وغیرہ کیطرف سے انتظام ہو رہا ہے کہ ترقی نسل مویشی کی حوصلہ افزائی کیلئے مویشیوں کی مقامی نمائشیں ہوا کرین جنمیں نقد انعام تقسیم ہوا کرینگے۔ تجویز ہے کہ نسل مویشی کو ترقی دینوالے ہی انعام پائیں نہ کہ خرید و فروخت کرنیوالے بیوپاری اور حتی الامکان یہ امر تحقیق کر لیا جایا کریگا کہ آیا فلاں شخص در اصل مستحق انعام ہے یا محض بیوپاری یا کیا +

طاعونی ٹیکہ کے سوا ابتک اور کوئی علاج اس وبا کا کامیاب نہیں ہوا +

تیر بہدف کس غضب کی کھانسی ہے آپکی تیری پناہ۔ صاحب یہ آپ چیمبرلینز کف ریمیڈی C's C. Remedy دوا ہے بھوپ چیمبرلین صاحب کی دوا کھانسی کیوں نہیں مستعمل کرتے جو ہر کھانسی سے شفا۔ اجل حامل ہو کھانسی کی جملہ اقسام کیلئے یہ بہترین دوا ہے

یہ دواسنیچ فیروز الدین سوداگر ادویات انگریزی ہال بازار امرتسر سے ملیگی +

اسلامی خبریں

فہرست زرچندہ حجاز ریلوی۔ میزان مندرجہ وکیل مورخہ ۱۸ مارچ ۱۹۰۱ء ۔ ۱۲۶۷ ۱۱ ۸ ۶ پائی

منشی عبدالوہاب صاحب وکیل شہر فتحپور محلہ سید واڑہ نے ولایتی سر کی دو شیشیاں طلب کی تھیں جنکی نصف قیمت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

منشی حسین بخش صاحب از مقام غلام چین ہلنر ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صہ

حافظ محمد ابراہیم صاحب محلہ کچرہ پورہ۔ کانپٹی بابت قیمت ایک جلد تاریخ چترال ۔ ۔ ۔ عہ

مولوی سید وزیر حیدر صاحب محلہ باغ کالو پٹنہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ

مولوی سید وزیر حیدر صاحب " " " ایک شیشی ولایتی سر جسکی نصف قیمت ۔ ۔ ۔ ۔

مولوی سید محمد ابراہیم حسین صاحب ملازم محکمہ بندوبست قصبہ پائل تحصیل صاحبگڈھ ڈاکخانہ دوراہہ بابت قیمت تاریخ چترال عہ

منشی محمد حیات خان صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس بندوبست مقام ٹانک ضلع ڈیرہ اسمٰعیلخان۔ دو شیشی سر ولایتی ۔ ۔ عہ

میزان چندہ ہفتہ زیر اشاعت ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ عہ ۱ میزانکل ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ہز امپیریل میجسٹی سلطان آف ٹرکی نے کوئین وہلمینا (ملکہ ہالینڈ) کو انکی تقریب شادی پر مبارکباد کا پیغام تار بھیجا۔ +

ٹرکی و ایران کے درمیان سلسلۂ ڈاک سے متعلق گفتگو ہو رہی ہے پچھلی چارشنبہ کو جنرل پوسٹ آفیس مین ڈیلیگیٹون کا اجتماع ہوا۔ +

تحسین خان پاشا ممبر کونسل آف سٹیٹ کو قیصر جرمنی نے عقاب احمر کا تمغۂ مرصع عطا فرمایا۔ +

حلب میں ایک مسجد تیار ہوئی ہے جسکا نام سلطان المعظم کی نقرئی جوبلی کی یادگار مین مسجد حمیدیہ رکھا گیا ہے۔

فوادبے مظفر انسپکٹر جنرل آف امپیریل اسٹیٹس صیغۂ ترقی نسل سپاہان کیلئے اعلیٰ نسل کے نر اور نسل کشی کے مطلب کی عمدہ عمدہ گھوڑیان خرید نے ملک ہنگری کو جانے والے ہین۔ +

ہز اکسیلنسی توفیق پاشا وزیر صیغہ خارجیہ کو بموجب امر سلطانی اجازت ملگئی ہے کہ ملک ہالینڈ کیطرف سے جو اعزازی "تمغۂ ہنر" انکو عطا ہوتا ہے اسکو بخوشی قبول کرین۔ +

عبدالباقی بے نے جو وزارت صیغہ خارجیہ سے تعلق رکھتے ہین گورنمنٹ مین درخواست گذرانی ہے کہ سمرنا سالونیکا اور بیروت مین روٹی بسکٹ وغیرہ کے کارخانے قایم کرنے کی اجازت مرحمت ہو۔ ان کارخانون مین ایک لاکھ روٹیان روزانہ تیار ہوا کرینگی۔ اس درخواست مین بیس سال کا اجارہ مانگا گیا ہے۔ ہنوز یہ معاملہ مجلس شوریٰ دولت مین پیش ہے +

وزارت تعلیمات عامہ نے اس بات کا فیصلہ کر دیا ہے کہ جو طلبا دقیقات التعلیم کے پہلے سال کا ½ حصہ تعلیمی لکچر دن سے غیر حاضر رہین گے انہین شامل امتحان ہونیکی اجازت نہ ملیگی اور جو کم از کم ½ لکچر دن مین حاضر نہ ہونگے اور اپنی غیر حاضری کی وجہ معقول بھی نہ بتا سکین گے وہ مدرسہ سے نکالدیے جائینگے۔

قسطنطنیہ مین ایک انسٹیٹیوشن بسرپرستی اعلیٰ حضرت خلافت پناہی قایم ہے جس مین اون یتامیٰ کی خبر گیری اور تعلیم و تربیت کیجاتی ہے جن کے آبا دوران جنگ ٹرکی و یونان مین کام آئے تھے یا مجروح ہوئے تھے۔ اعلیحضرت کے ایک تازہ ترین فرمان واجب الاذعان کے بموجب اس دارالیتامے کو پانی مفت ملا کریگا مثل بعض دیگر کارخانون وغیرہ کے انپر کوئی واٹر ٹیکس چارج نہ کیا جائیگا۔ +

سقوطرہ کی کمپنی متعلقہ آبرسانی نے عبادتگاہون یا دیگر مقدس مقامات کو مفت پانی بہم پہونچانے سے انکار کیا تھا جسپر یہ معاملہ بابعالی تک پہونچا۔ وہان سے یہ فیصلہ ملا کہ گورنمنٹ نے اس کمپنی کو جن شرائط پر اجارہ دیا تھا اُس نے انکو ملحوظ نہ رکھکر پیمان شکنی کی ہے لہذا اسپر شکست معاہدہ کا استغاثہ دائر کیا جائے۔ +

حسب الحکم سلطان المعظم انڈین فیمین فنڈ (سرمایۂ امداد متحطر دگان ہند) کا کچھ حصہ شہندگان قریہ قاضی کوئی کی امداد پر لگا دیا گیا ہے۔ یہ قریہ شہر صمصون کے قریب واقع ہے۔ اور چند ماہ گزرے کہ آتشزدگی سے قریباً بالکل تباہ ہو گیا تھا۔ اہالی قریہ مذکور نے اعلے حضرت کیخدمت مین ایک ایڈریس بطریق شکر گزاری ارسال کیا ہے۔

مصر مین جو طوفان پچھلے مہینہ آیا تھا۔ اسکی نسبت مزید رپورٹ مظہر ہے کہ وہ اک نہایت شدید طوفان بلاخیز تھا جس نے شہر قاہرہ اور ساحل نیل کے بعض دیگر قصبات کو بڑا بھاری نقصان پہونچایا۔ ریلوے لاین کئی جگہ سے بہہ گئی۔ صدہا گھر پانی کے ریلے مین ایسے ہو گئے گویا کبھی تھے ہی نہین۔ بلکہ بعض خاص خاص علاقہ جات مین تو گاؤن کے گاؤن دریا برد ہو گئے۔ +

ایک آرمینین بہک سے اڑتیس الف مصالحہ کا صندوق بھر کر ایک امریکن جہاز پر سوار ہوا جو فرانس سے چلا تھا اور سمرنا کو جاتا تھا۔ جب جہاز سمرنا کے قریب پہونچا تو ایک دن وہ شخص مخمور نشہ مین چور تھا کہ پائپ سے ایک چنگاری اچٹ کر صندوق مین جا پڑی۔ صندوق آگ لگ کر اڑ گیا اور وہ آرمینین بھی جلکر کباب ہو گیا۔ +

صنعا کی خبر ہے کہ چند روز ہوئے علی محمد نام ایک باغی بلاد السویس کو اس غرض سے گیا تھا کہ وہان بدنظمی و بغاوت پھیلائے حکام کو اسکی موجودگی کی خبر لگ گئی۔ فے الفور جندارمہ (فوجی پولیس) نے اُس مکان کو آن گھیرا جسمین وہ ٹھیرا ہوا تھا۔ شخص مذکور نے اُس وقت بھی تعمیل سمن اور اطاعت گزینی سے انکار ہی نہین کیا بلکہ اہل پولیس پر فیر بھی کیے۔ اسپر انہون نے بھی اسے نشانۂ بندوق بنایا چنانچہ وہین اسکا ڈسر ہو گیا۔ +

ایک اسلامی ہمعصر راوی ہے کہ "الف لیلہ مین سلطان ہارون [illegible] وہ حال

ہی مین بغداد سے نکلا اور قسطنطنیہ کے عجایب خانہ کو بھیجا گیا ہے۔ کہتے ہین کہ یہ قلم ہارون الرشید کے پاس لوئس شاہ فرانس نے ہدیتہً بھیجا تھا۔ یہ امر بیان کر دینا بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ ہارون الرشید سے پہلے کسی نوکدار چیز سے چمڑے اور کھالون پر لکھا کرتے تھے۔ کاغذ پر قلم سے لکھنے کا موجودہ طریق ہارون الرشید ہی کی اختراع ہے۔ +

ہمعصر صباح رقمطراز ہے کہ وزیر صیغہ بحری نے تین لاکھ پونڈ ادارۂ مخصوصہ کیلئے قرض لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ رقم اُن ۱۶ جہازون کی تعمیر مین صرف کیجائیگی جو یورپی کارخانہ ہائے جہاز سازی مین تیار ہو رہے ہین یہ بھی ارادہ ہے کہ کمپنی کے بیڑہ مین حسب ذیل اضافہ کیا جائے:- ۶ جہاز بار برداری ایسے کہ جنمین پندرہ پندرہ سو ٹن بوجھ کی سمائی ہو۔ اور ۶ پانچ پانچ سو ٹن گنجائش کے۔ ۴۔ انسے بھی ذرا چھوٹے۔ منجملہ ان کے پہلے چھ جہاز تو زیادہ طولانی لائینون پر لگائے جائین گے۔ اور دوسرے چھ بحیرہ مارمورا۔ بحیرہ اسود اور بحیرہ ایجین مین چلینگے۔ اور چار چھوٹے سٹیمر لوکل لائینون پر لگائے جائینگے۔ +

حسن ابدال مین یادگار قیصرہ کے متعلق ایک میٹنگ منعقد ہوئی جسمین مولوی فضل حق صاحب نے تقریر کی اور چندہ کے واسطے اپیل فرمائی۔ خانصاحب نے سو روپیہ دیا۔ ملک محمد امین خانصاحب جاگیردار شمس آباد نے دو سو روپیہ سردار حمید اللہ خانصاحب نے اسی روپیہ۔ چندہ کی کل میزان پانصد روپیہ ہوئی۔ سردار عبد اللہ خانصاحب اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بھی اس وقت حسن ابدال مین موجود تھے آپنے اس جلسہ مین بڑی سرگرمی ظاہر کی۔ +

پرنس آف بخارا نے وکٹوریہ میموریل فنڈ مین ایک ہزار روپیہ دیا۔ آپ انجمن اسلامیہ ہزارہ کے پریذیڈنٹ ہین۔ انجمن مذکور کی کامیابی بہت کچھ آپ کی برکت سے ہے۔ ایم۔ بی مڈل سکول ایبٹ آباد کو درجہ ہائی تک پہنچانا اس میموریل فنڈ کا مقصود رکھا گیا ہے معلوم ہوا ہے کہ ہائی کلاس عنقریب ہی کھولدی جائیگی۔ +

ہز ہائینس نواب صاحب بہاولپور جو آجکل ایچیسن چیفس کالج لاہور مین تعلیم پاتے ہین امتحان انٹرنس مین شریک ہوئے۔ ہز ہائینس سرمائی میقات التعلیم کے شروع ہونے سے پہلے کالج چھوڑ دینگے اور بنگرائی کرنیل گرے صاحب بہادر سپرنٹنڈنٹ ریاست زمام ریاست آپکے حوالہ کی جائے گی۔ کرنیل موصوف کے ریٹائر ہو جانے اور کامل اختیارات ملنے تک نگرانی کار ہنا گورنمنٹ نے ضروری سمجھا ہے۔ +

مسلمانان پنجاب کو یہہ سنکر خوشی ہوگی کہ سررشتۂ تعلیم کی سفارش پر ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے اجازت عطا فرما دی ہے کہ اسلامیہ کالج کے جو طلبا نتائج امتحان کی رو سے پبلک سکالرشپس کا استحقاق حاصل کرین انہین کالج مذکور کی ہی بی۔ اے کلاس مین جو ابھی کھلی ہے وہ وظائف مل سکا کرین گے۔ حصول وظائف کی خاطر آیندہ سے طلبا کو دیگر کالجون مین نہ جانا پڑے گا۔ پنجاب کے مسلمان ہز آنر کی اس نوازش کے نہایت شکر گزار ہین۔ اب مسلمان پاس شدگان ایف۔ اے کلاس اور خصوصاً سکالرشپ ہولڈرز کا فرض ہے کہ حتی الامکان اپنی ہی قومی درسگاہ کی بی۔ اے کلاس مین داخل ہوا کرین۔ +

ہز آنر لفٹنٹ گورنر بہادر نے مولوی حاکم علی صاحب بی۔ اے پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور کو یکم اپریل سے دو سال کے لئے "پنجاب ٹکسٹ بک کمیٹی" کا ممبر مقرر فرمایا ہے۔ ہم اسپر ہز آنر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین اور مولوی صاحب کو مبارکباد دیتے ہین۔ +

جناب شمس العلما مولینا مولوی حافظ نذیر احمد صاحب دہلوی کو دارالعلوم اڈنبرا کی سینٹ نے ایل۔ ایل۔ ڈی کی آنریری ڈگری دی ہے۔ اخبار سکاٹسمین مورخہ ۲۸۔ فروری مین یہ خبر شایع ہوئی اور پچھلی ولایتی ڈاک مین ہندوستان پہونچی ہے۔ غالباً تمام مسلمانان ہند کو اس خبر کے سُننے سے نہایت خوشی حاصل ہوگی۔ ہم مولینا کو اس اعزاز اور وسیع نیکنامی و شہرت پر بڑے جوش سے مبارکباد دیتے ہین۔

امیر صاحب والئی دولت خداداد افغانستان کو خریداری جواہرات کا شوق ہوا ہے چنانچہ حال مین آپ نے مدراس سے جواہرات طلب کئے ہین۔ +

مسٹر محمود جان صاحب رئیس محلہ شہر جونپور نے امتحان بیرسٹری پاس کیا اور ۳ سال کے لئے ۶۰ پونڈ سالانہ کا وظیفہ حاصل کیا ہے۔ +

محاربہ ٹرانسوال

لنڈن ۱۷۔ مارچ۔ اضلاع متحدہ امریکہ سب سے پہلا ملک ہے جسنے بوئر ریاست جمہوریہ کو اپنی تجارتی رپورٹ میں ہماری نوآبادی بیان کرکے اسکا الحاق عملی طور پر تسلیم کیا ہے۔ لارڈ کچنر لکھتے ہیں کہ ہماری فوج نے لیڈنبرگ کے قریب مقام کروگرز پوسٹ پر بوئروں کا ایک کیمپ اور ۳۲ قیدی گرفتار کئے۔ ہمارے پانچ آدمی ضائع ہوئے۔ کرونسٹرنجر کا لشکر ابھی تک جنوبی کیپ کالونی میں مصروف پیکار ہے۔ فروری میں بوئروں کے ۱۶۰ سپاہی مارے گئے اور ایکہزار سے اوپر اسیر و مطیع ہوئے۔ غنیم کا یہ نقصان بیشتر جنرل فرنچ کے حملوں میں ہوا۔ ۵۶۰ آدمیوں کا ماہ فروری میں مقتول و مجروح ہونا تو خود بوئر بھی تسلیم کرتے ہیں۔ آرچیٹا اور پالمیٹر سبرگ کے درمیان زور کی بارشوں نے شرکون کو ناقابل گزر کردیا ہے اور باربرداری کے متعلق دقتیں بڑھگئی ہیں۔ جنرل فرنچ انہی وجوہ سے یہاں رکے ہوئے ہیں۔ اختتام جنگ اور قیام امن کی برابر امید لگی ہوئی ہے۔ اسٹیڈ بوئر بھی علانیہ صلح و صفائی کے چرچے کرتے ہیں۔ ۴۰ ہزار سے زیادہ کمک کل روانہ کیجاچکی ہوئی۔ +

۱۸۔ مارچ۔ مقام سینیکال میں ڈیوٹ کا لشکر لوٹ کر منتشر ہوگیا ہے۔ جنرل سر بنڈن بلڈ اور جنرل ایلیٹ ہفتہ ڈربن دوار الخلافہ ٹال ہیں آن پہنچے ہیں۔ افریقہ کے آیندہ موسم سرما کیلئے لارڈ کچنر نے فوج کا ضروری سامان طلب کیا ہے۔ اورینج کالونی میں نوجین بوئر جنرل فوری کے لشکر میں آآن کے ٹھہر رہی ہیں۔ فوری اعلیٰ ہتھیار ڈالنے کو تیار ہے۔ +

۱۹۔ مارچ۔ آج شب کو لارڈ سالسبری نے ہوس آف لارڈز میں اور مسٹر چیمبرلین نے ہوس آف کامنز میں بیان کیا کہ بوتھا نے لارڈ کچنر کو لکھا ہے کہ وہ مجوزہ شرائط صلح کی میں نہیں تائید کرسکتا۔ اور میرے بڑے بڑے افسر بھی اسبارہ میں مجھسے متفق ہیں۔ +

۲۰۔ مارچ۔ کرنیل ڈیلامل نے کرونسٹرنجر کے لشکر پر اتکو ایک زور کا دھاوا کیا تھا مگر چونکہ مدد دیر میں پہنچی اور بوئر بھگا لیگئے۔ اخبارات کا یہ امر افسوس ضرور ہے مگر وہ تعجب نہیں ہیں۔ بلکہ بعض تو لارڈ کچنر کے اس خیال پر اظہار ناپسندیدگی کرتے ہیں کہ صلح کی بات چیت انہوں نے کیوں چھیڑی؟ +

۲۱۔ مارچ۔ برٹش نے مقام ریڈ کو چھوڑ دیا ہے۔ اور وہاں جو قلعہ نشین فوج تھی وہ جنرل کیمپبل کے دستہ میں جا شامل ہوئی۔ سٹینڈرٹن کو جاتے اور وہانسے لوٹتے ہوئے اس فوج کے ساتھ بڑا بھاری معرکہ ہوا جسمیں دو سو آدمی مجروح و بیمار ہوئے۔ مقام ریڈ کی بہت سی کانوں میں کھدائی وغیرہ کا کام از سر نو جاری ہوگیا ہے۔ پریٹوریہ سے لارڈ کچنر کی ایک مراسلت مظہر ہے کہ مشہور بوئر کمانڈنٹ بوتھا کا بھائی پی بوتھا مقام ڈوربرگ میں مارا گیا اور اسکے دو بیٹے زخمی ہوئے۔ اورینج کالونی میں اب بوئروں کا شیرازہ بکھر گیا ہے اور وہ تتر بتر ہوئے پھرتے ہیں۔ ڈیوٹ مقام ہیلبورن کے قریب ہے۔ سر آلے ملنر نے ٹرانسوال ایگزیکیٹو کمیٹی مقرر کردی ہے۔ +

محاربہ چین

۱۵۔ مارچ۔ ٹنٹسن میں اراضی ریلوے کی حدود پر انگریزوں اور روسیوں میں جھگڑا پڑا ہوا ہے۔ طرفین کے گارڈ ایکدوسرے سے بھڑا چاہتے ہیں۔ برٹش کو بڑی بھاری کمک پہنچگئی ہے اور اب تک کہ روسی پیچھے نہ ہٹ جائیں عنقریب اک فساد عظیم بپا ہوتا نظر آتا ہے۔ ۱۶۔ مارچ۔ کونٹ وان بولو نے (ریچسٹیگ جرمن پارلیمنٹ) میں بیان کیا کہ ادائیگی تاوان کی کوئی قابل وثوق ضمانت موصول ہوتے ہی جرمنی کی فوجیں چین سے واپس بلائی جائینگی۔ اور کہ۔ اینگلو جرمن عہدنامہ میں منچوریا کا کچھ ذکر اذکار نہیں ہے اور نہ جرمنی و روس کو درمیان مسئلہ چین میں کسی طرح کی مخالفت ہے۔ کونٹ موصوف نے یہ بھی کہا کہ عہدنامہ منچوریا کی بابت کچھ خبر نہیں۔ وغیرہ۔ ۱۷۔ مارچ۔ ٹنٹسن میں اراضی کا تنازع ابھی بدستور باقی ہے۔ طرفین انتہائی احتیاط عمل میں لارہی ہیں کہ دونو طرف کی گارڈز (حفاظتی فوجیں) ایسے وقت میں جبکہ گفتگوئے مصالحت چھڑی ہوئی ہے کہیں لڑ نہ پڑیں۔ رائٹر مدعی خبر دیتا ہے کہ جاپانیوں میں اب تو بہت ہی دوستانہ برتاؤ دیکھا جاتا ہے۔ حفاظتی فوجیں ختم کردی گئی ہیں۔ دونو طرف صرف ۲۷-۲۷ سپاہی رہنے دئے گئے ہیں تاکہ کچھ جھگڑا فساد نہونے پائے۔ (بعد کی خبر) یقین کیا جاتا ہے کہ انگریزوں اور روسیوں کا باہمی تنازعہ بصلاحیت طے ہوجائیگا۔ فرنچ سپاہیوں کے جھگڑا اٹھنے کی وجہ سے برٹش نے اونکو منع کردیا ہے کہ بجز ڈیوٹی پر آنیکے ہرگز کنسشن میں داخل نہونے پائیں۔ بیجر موکلر پر فرنچ کنسشن میں حملہ ہوا۔ پارلیمنٹ میں بیان ہوا کہ مہم چین کا خرچ ۳۵ لاکھ پونڈ ہوگا۔ پیکن میں سفرائے دول کے ایک جلسہ میں امریکن سفیر نے کہا کہ مجھے اپنا دست راست کٹوانا منظور مگر یہ نہیں ہوگا کہ میں چینیوں کا گردن مارا جانا منظور کروں۔ دیگر سفرا کے نزدیک چینی افسران صوبجات کو سزا ہونا ضروری ہے۔ سٹرگونگر سابق سفیر امریکہ نے شنگہائی میں کہا کہ عہدنامہ منچوریا کی تصدیق ہوجانے پر یقیناً گفتگوئے مصالحت میں خلل پڑیگا۔ +

۱۸۔ مارچ۔ ٹائمز کا نامہ نگار پیکن سے تار دیتا ہے کہ بقول چینی اہلکاروں کے روس اب اپنے اُن دعاوی سے جو منگولیا اور ترکستان میں خاص حقوق خاصلکر نیکے متعلق تھے۔ دستکش ہوکر صرف اسی پر قناعت کرتا ہے کہ منچوریا پر اسکی سول حکومت کو استحکام ہوجائے۔ ٹنٹسن کی کشیدگی معاملات پر تمام اخبارات رائے زنیان کررہی ہیں۔ اور گورنمنٹ کو مشورہ دیتے ہیں کہ ثابت قدم رہے۔ دیگر اخبارات کا لہجہ تو عموماً اعتدال پر ہے۔ ٹائمز سٹینڈرڈ کسیقدر زور کے ساتھ روس کو خبردار کرتا ہے کہ برٹش بیڑہ جہازات وہاں موجود ہے ذرا ہوش میں رہنا۔ ٹنٹسن میں چالیس فرنچ سپاہی جو اپنے جھگڑا اٹھانے سے باز نہ آتے تھے گرفتار کئے گئے۔ اور از سر نو امن قائم ہوا۔ روسیوں اور انگریزوں کا تنازعہ ابھی تک آگے نہیں بڑھنے پایا ہے۔ دونو طاقتوں کے سنتری ایکدوسرے سے ۵۰ فیٹ کے فاصلہ پر چند قون پر قبضہ کئے ہوئے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ چینیوں نے ارادتاً روسیوں کو ریلوے کے متعلق خاص رعایت دی تھی۔ تاکہ انمیں اور انگریزوں میں کھٹکے۔ +

۱۹۔ مارچ۔ ٹائمز کو خبر لگی ہے کہ کونٹ وان والڈرسی نے ٹنٹسن کے تنازعہ میں انگریزوں اور روسیوں کا میل کرانیکی کوشش کی۔ مگر روسی اور انگریزی کمانڈر دونو خاص یورپ سے احکام آنے کے منتظر ہیں۔ لارڈ جارج ہملٹن نے ہوس آف کامنز میں کہا کہ طرفین کے سنتریوں کو اس معاملہ میں تاکیدی احکام دئے گئے ہیں کہ پیشقدمی سے باز رہیں۔ چنانچہ اب کسی جھگڑے کا خطرہ نہیں ہے۔ ۲۰۔ مارچ۔ صرف آسٹریلین کنٹنجنٹ فوج پیکن سے نہیں آئیگی۔ باقی راہ آمد و رفت کی بیرونی چوکیوں کی کل سپاہ ٹنٹسن کو آرہی ہے۔ لارڈ لینسڈاؤن نے آج شب کو ہوس آف لارڈز میں بیان کیا کہ برٹش اور روسی اسبات پر متفق ہوگئے ہیں کہ ٹنٹسن کی زمین متنازعہ سے اپنی اپنی فوجیں ہٹالیں۔ حق مالکیت کا قضیہ بعد میں طے ہورہیگا۔ لارڈ موصوف نے یہ بھی کہا کہ انفصال کی یہ تجویز روسی وزیر خارجہ کی طرف سے ہوئی ہے اور برطانیہ نے بخوشی اس سے اتفاق رائے ظاہر کیا ہے۔ +

متفرق تار خبرین

امرتسر ۲۰ مارچ۔ پام صاحب بہادر بالقابہ کے کمانڈر انچیف افواج ہند مقرر ہونے پر اخبارات ولایت خوش ہیں۔ یوگنڈا میں ۱۱ مارچ کو ایک اور مہدی پیدا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے پریٹوریہ میں طاعون کے خلاف حفظ ماتقدم کی تدابیر عمل میں لائی جارہی ہیں۔ یادگار قیصرہ میں پارلیمنٹ چندہ نہیں دیگی۔ دار الخلافہ روس میں فساد بپا ہے ۱۹ کو سات سو گرفتاریاں ہوئیں۔ کیپ ٹاؤن میں وبائے طاعون بدستور ترقی پر ہے۔ روزنئی واردائین اور موتیں ہوتی ہیں۔ انگلینڈ اور ویلز کے درمیان بین الاقوامی فٹ بال میچ ہوا تھا۔ انگلینڈ جیتا۔ ۱۷ کو قیصرہ مرحومہ کی قبر پر ہار چڑھایا گیا۔ فٹ بال میچ میں ویلز نے آئرلینڈ کو زک دی۔ اور سکاٹلینڈ نے انگلستان کو۔ حضور ڈیوک آف کارنوال مع شہزادی صاحبہ جیر الٹر کے منٹری ورکس کا ملاحظہ فرمانے تشریف لیگئے۔ شب کو ایک دھوم کا جلسہ دعوت بتقریب استقبال شہزادہ ممدوح منعقد ہوا۔ میجر نے سیر کا لطف منغص کردیا۔ ورنہ اور بھی قابل دید مقامات کو ملاحظہ فرماتے۔ نیپلز کے جہازی مزدوروں نے ایکا کرکے کام چھوڑ دیا۔ مہاراجہ کوچ بہار مع پارٹی کے آسام میں مصروف سیر و شکار ہیں۔ ایک ہزار خیمے لاکھ روپے قیمت کے پچھلے ہفتہ روانہ جنوبی افریقہ ہوئے۔ آدمی اب بھی قحط کی امداد پاتے ہیں۔ +

دواشیخ فیروز الدین سودا